انڈویجوئل لینڈ

انفرادی آزادی کے لئے کوشاں

انتخابات کی جانب گامزن

آزاد، بے باک اور ذمہ دار میڈیا کے لئے ہینڈ بک

تعاون

Friedrich Naumann STIFTUNG FÜR DIE FREIHEIT

انتخابات کی جانب گامزن

آزاد، بے باک اور ذمہ دار میڈیا کے لئے ہینڈ بک

مدیرِ اعلیٰ: گلمینہ بلال احمد
محققین: ذوالفقار حیدر، یحییٰ احمد، حمزہ خان
کوارڈینیشن: ڈاکٹر دھارا ڈی انجاریہ

مصنف اس تحقیق کیلئے مالی امداد فراہم کرنے پر فریڈرک نومین فاؤنڈیشن فار فریڈم کا شکر گزار ہے۔ ان کی معاونت کے بغیر اس کتاب کی اشاعت ناممکن تھی۔ تمام تر اعانت کے باوجود مدیر اعلیٰ کسی بھی قسم کی سہو کی ذمہ داری قبول کرتی ہے۔

انڈوویجوئل لینڈ
جہاں ہر فرد کی اہمیت ہے
مکان نمبر 12-B، سٹریٹ نمبر 26، F-8/1، اسلام آباد، پاکستان
ٹیلی فون نمبر: 38 34 25 2 ,37 34 25 2 92+
ای میل: info@individualland.com
ویب سائٹ: www.individualland.com

تعاون:
فریڈرک نومین فاؤنڈیشن فار فریڈم
پوسٹ بکس نمبر 1733
اسلام آباد، پاکستان
ٹیلی فون نمبر: 96 08 82 2 ,96 88 27 2 51 92+
فیکس: 15 99 27 2 51 92+
ای میل: pakistan@fnst.org
ویب سائٹ: www.southasia.fnst.org

آئی ایس بی این ۹۷۸-۹۵۸۲-۲۲-۶
تعداد اشاعت: 1000
اسلام آباد 2013ء

پاکستان کے شہریوں کے لئے وقف . . .

فہرست

پیش لفظ	۱
آئندہ انتخابات کی انفرادیت	۴
انتخابی سیاست کا تعارف	۶
حاکمیت کی شکل	۹
پارلیمان کی رکنیت کے لئے قابلیت	۱۲
ایک ووٹر کی قابلیت	۱۲
میڈیا کا کردار	۱۲
پارٹیوں کے منشور	۱۳
پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) منشور ۲۰۰۸	۱۳
پاکستان مسلم لیگ-نواز (پی ایم ایل-ن) کا منشور ۲۰۰۸	۱۵
متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) منشور ۲۰۰۸	۱۷
پاکستان مسلم لیگ-ق (پی ایم ایل-ق) کا منشور ۲۰۰۸	۱۸
پاکستان تحریک انصاف کا منشور	۱۹
الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) کا ضابطہ اخلاق	۲۱
میڈیا کی جانب سے انتخابات کی کوریج سے پہلے اور بعد	۲۳
آئندہ انتخابات میں سوشل میڈیا اور نوجوانوں کا کردار	۳۲
انتخابات کے لئے صارفین کا ضابطہ اخلاق	۳۳
ضمیمہ 'اے': حلقہ انتخابات اور انتخابی قوانین	۳۵
ضمیمہ 'بی': رجسٹرڈ اور معروف سیاسی پارٹیاں	۳۶
ضمیمہ 'سی': اپنے آپ کو خود مختار بنانا: معلومات کا حق (RTI)	۴۲

پیش لفظ

انتخابات کا مقصد شہریوں کی سیاسی ترجیحات کی نمائندگی کرنا، اوراس کے ساتھ حکومتوں کے لئے جواز پیدا کرنا اور جیسا کہ قانون میں پہلے ہی سے طے کر دیا گیا ہے آبادی کے ساتھ رشتوں کو مستحکم کرنا بھی ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ۱۹۷۳ کے آئین میں یہ کہا گیا ہے کہ:

”جس میں ریاست اپنے اختیارات اور حاکمیت کو عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے گی۔“[1]

آئین عوام کی ایک نظام کے قیام کی خواہش اور اپنے اختیار کے استعمال کی خواہش بیان کرتا ہے۔ دیگر الفاظ میں، انتخابات کے عمل کے ذریعے شہری حاکموں کو منتخب نہیں کرتے بلکہ وہ نظام کو موثر انداز میں چلانے کے لئے منتظمین کو چنتے ہیں۔ اس عمل کے اپنانے کو قدیم یونانی زمانے میں جاکر دیکھا جائے تو وہاں سے لی گئی اس اصطلاح کو انتخابات کی اسٹیڈی کے لئے "Psephology" (کنکریاں) اچھالنا کہا جاسکتا ہے[2]۔ برصغیر بھارت میں انتخابات برطانوی سامراج نے بلدیاتی اداروں کے لئے ۱۸۸۴ میں متعارف کروائے تھے، جب کہ صوبائی سطح[3] پر انہیں ۱۹۰۹ اور ۱۹۱۹ میں متعارف کروایا گیا تھا۔ پاکستان کی تاریخ میں چھ عام انتخابات دیکھنے میں آئے، جب کہ بالغ حق رائے دہی کی بنیاد پر پہلے عام انتخابات ۱۹۷۰ میں منعقد ہوئے۔

موجودہ حکومت کی پانچ سال کی مدت مکمل ہونے کے بعد، انتخابات ۲۰۱۳ کے اوائل میں ہونا قرار پائے ہیں۔ نوجوانوں کے ابھر کر آنے کا پہلو موجود ہے، جو گزشتہ انتخابات میں بے مثال رہا ہے۔ ۸ کروڑ ۴۰ لاکھ ووٹرز کی انتخابی فہرست میں ۴۷ فی صد ووٹروں کی عمر ۳۵ سال سے کم ہے۔ قومی ڈیٹا بیس و رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) کے ذریعے بھی مزید ۳ کروڑ ۶۰ لاکھ ووٹرز شامل کئے گئے ہیں۔[4] اور حتمی طور پر بہت سے پہلوؤں میں سے ایک جوان انتخابات کو قابل ذکر بناتا ہے، وہ پاکستان میں موجود ایک آزاد اور متحرک پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا ہے۔

پاکستان ایک ایسے موڑ پر کھڑا ہے جہاں ملک ایک ابتدائی جمہوری عمل کی تشکیل اور اسے قائم رکھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بار بار کی لمبی مدت کی آمریت نے جمہوری اقدار اور اداروں کو سخت دھچکا پہنچایا ہے۔ مختلف اوقات میں ۳۲ سال سے زیادہ عرصے تک پاکستان کو فوجی آمروں نے چلایا۔ ملک کے اعلیٰ ترین قانون کو ملک پر حکمرانی کرنے والے رہنماؤں کی خواہش پر اکثر معطل کیا جاچکا ہے۔ ماضی میں جمہوری طور پر منتخب حکومتیں اقتدار میں ہونے کے باوجود، صرف ایک حکومت ۲۰۰۲ کے انتخابات کے بعد نیم آمریت کے تحت اپنا پانچ سالہ دور مکمل کرنے کے قابل ہوسکی، جب کہ موجودہ حکومت اس مقصد میں کامیاب ہونے والی دوسری حکومت ہے۔ انتخابات عبوری مدت میں کروائے جاتے ہیں جس میں بہت زیادہ میڈیا کوریج اور مانیٹرنگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی جمہوری نظام میں میڈیا کو ریاست کا چوتھا ستون تصور کیا جاتا ہے،[5] پہلے تین مقنّنہ، انتظامیہ اور عدلیہ ہیں۔ انتخابات کے دوران میڈیا کا کردار شہریوں کی یہ معلوماتی آراء تشکیل دینے میں مدد دینا ہے کہ اپنے منتظم کے طور پر کسے منتخب کیا جائے۔ اگر شہری ووٹ کے بکس میں آزاد اور معلوماتی ترجیحات قائم کرنے کے قابل نہیں ہوتے تو انتظامی نظام کا اختیار اور قانونی حیثیت قائم نہیں ہوسکتی۔[6] نقطہ نظر کے اختلافات، بڑھتی ہوئی بے چینیاں اور پرتشدد تنازعے کی شکل اختیار کرنے والے سیاسی تشدد کے پس منظر میں، صحافیوں اور رپورٹروں کو انتخابات کے دوران ایک نہایت اہم کردار ادا

---

1. آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان، کردار۔ اپریل 12، 1973۔ http://www.nrb.gov.pk/constitutional_and_legal/constitution_1/preamble.html پر آن لائن رسائی کی گئی۔ رسائی کی تاریخ: اکتوبر 23، 2012۔
2. Psephose ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنی کنکری کے ہیں، ایک ایسا طریقہ جس کے ذریعے قدیم یونان میں انتخابات منعقد کئے جاتے تھے۔
3. اختر، ایم جے، اعوان، ایس ایم & حق، ایس۔ 2010۔ پاکستان کے انتخابات اور سماجی سائنسدانوں کا ردعمل: تھیوری پر مبنی سمجھ بوجھ کی ایک اسٹیڈی۔ پاکستان جرنل آف سوشل سائنسز (PJSS) جلد 30، شمارہ 2۔ دسمبر 2010۔
4. لودھی، ایم 2012۔ نوجوانوں کے ابھرنے کی سیاست۔ دی نیوز انٹرنیشنل۔ جولائی 24، 2012۔ http://www.thenews.com.pk/Todays-News-9-122487-Politics-of-the-youth-bulge سے حاصل کیا گیا۔
5. انڈویجوئل لینڈ پاکستان۔ 2010۔ FIRM کے لئے اور کے بارے میں ہینڈ بک۔ اسلام آباد۔ انڈویجوئل لینڈ پاکستان۔
6. مرلوئی، پی اور نورس، آر۔ 2002۔ جمہوری انتخابات کے فروغ کے لئے میڈیا مانیٹرنگ۔ واشنگٹن، ڈی سی: قومی جمہوری انسٹی ٹیوٹ برائے بین الاقوامی امور (NDI)۔

کرنا ہے۔صنفی پس منظر کے حوالے سے پاکستان میں منعقد ہونے والے انتخابات عورتوں کو حق رائے دہی دینے میں ناکام رہے ہیں۔ یہاں تک کہ میانوالی اور مردان میں ضمنی انتخابات کے دوران، عورتوں کو ووٹ استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔[7] علاوہ ازیں، ۲۰۰۲ سے مردانہ کی نسبت زنانہ ووٹروں کی شرح فی صد میں ۱۲فی صد کمی چلی آرہی ہے، جب کہ ۲۰۰۸ کی نسبت موجودہ ڈرافٹ انتخابی فہرست میں خواتین ووٹروں کی تعداد پانچ فی صد گر گئی ہے۔[8] اس صورت حال میں، میڈیا نے اپنے صارفین کو نہ صرف بامقصد، گہری اور متوازن معلومات فراہم کرنی ہیں، بلکہ نفرت انگریز تقاریر اور تشدد جیسے عوامل کی حوصلہ شکنی بھی کرنی ہے جو اس عمل میں رکاوٹیں کھڑی کر سکتے ہیں۔

پاکستان میں، گزشتہ عشرے کے دوران، آئندہ انتخابات کی کوریج کے لئے تیار میڈیا، اور خصوصاً الیکٹرانک میڈیا نے تقریباً ۹۰ ٹی وی چینلز، ۱۰۶ ریڈیو اسٹیشنز، ۸۶ ملین ٹی وی ناظرین، روزانہ تقسیم ہونی والی ۶.۲ ملین پرنٹ میڈیا کی اشاعتوں، اور ۱۷،۰۰۰ رپورٹروں اور صحافیوں کے ساتھ بے مثال آزادی اور نشوونما دیکھی ہے۔[9] جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، آئندہ انتخابات سر پر ہیں اور جب کہ اس کی کوریج کے لئے میڈیا کے اداروں کی جانب سے تیاریاں کی جارہی ہیں، اسے پاکستان کے موجودہ محرکات میں اپنے کردار کو بھی محسوس کرنا چاہیئے۔ اس مقصد کے لئے، ہم نے ایک صارف کے نقطہ نظر سے الیکشن کی کوریج اور مانیٹرنگ کے حوالے سے صحافیوں اور رپورٹروں کے لئے یہ ہینڈ بک تشکیل دی ہے۔ اس ہینڈ بک کو آزاد، بے باک اور ذمہ دار میڈیا (FIRM) سے متعلق ہمارے نقطہ نظر، میڈیا کی آزادی کو ذمہ داری کے ساتھ تجزیئے اور اس کے معلومات کے صارفین کے ہاتھوں احتساب کی بنیاد پر تشکیل دیا گیا ہے۔

میڈیا نے ہمیشہ اپنے آپ کو ایسے شہریوں کو آواز فراہم کرنے کی کوشش کرنے والے ایک ایسا ادارہ تصور کیا ہے جن کی آواز پر کوئی اور کان نہیں دھرتا۔ اگر ایسی بات ہے تو میڈیا کو یہ آواز زور شور سے اٹھانی چاہیئے۔ جب ہم انتخابات کی بات کرتے ہیں، تو میڈیا سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ ان مسائل پر روشنی ڈالے گا جو براہ راست شہریوں کو متاثر کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر کیا ملک کی اکثریت ملک کی بہت سے سیاسی پارٹیوں کے منشور اور آئین سے آشنا ہے؟ کیا وہ جانتے ہیں کہ آیا کسی پارٹی نے، اگر وہ حکومت بنانے جارہی ہے، اپنی معاشی یا تعلیمی ڈرافٹ پالیسی متعارف کروائی ہے؟ کیا میڈیا نے درحقیقت انتخابات لڑنے والے ممکنہ امیدواروں سے ان کے منشور سے متعلق سوالات کئے ہیں؟ کیا میڈیا نے کبھی شہریوں میں یہ احساس اجاگر کرنے کی کوشش کہ ہے کہ منشور کیا ہوتا ہے؟ کیا میڈیا نے کبھی شہریوں میں انتخابات لڑنے سے متعلق الیکشن کمیشن آف پاکستان کے قواعد کے بارے میں احساس اجاگر کرنے کے لئے سوالات کئے ہیں یا خصوصی ٹرانسمشن کا اہتمام کیا ہے یا انتخابات میں حصہ لینے والے امیدواروں کی اہلیت کے اصولوں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے؟ ایسے سوالات پوچھنے سے شہریوں کی آگہی کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں ان سیاست دانوں پر دباؤ اور احتساب کے عمل میں اضافہ ہوتا ہے۔

میڈیا کے صارفین ہونے کے ناطے سے ہم ان تمام باتوں سے براہ راست متاثر ہوتے ہیں جنہیں میڈیا رپورٹ کرتا ہے یا رپورٹ نہیں کرتا ہے۔ ہم میڈیا سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ صداقت کے ساتھ، غیر جانبداری اور سچائی کے بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ معیار کو سامنے رکھتے ہوئے رپورٹنگ کرے گا۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ میڈیا کی انتخابی کوریج کا محور شہری ہو۔ یہ ہینڈ بک اس مسئلے پر ہمارا نقطہ نظر واضح کرنے کی ایک کوشش ہے۔ یہ ہینڈ بک نہ صرف پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے صحافیوں پر فوکس کرتی ہے بلکہ صحافیوں کی ایک ایسی نئی نسل کو شامل کرتی ہے جو برق رفتاری سے اپنا کام انجام دیتے

7. دی ایکسپریس ٹریبون۔ .2012 ضمنی انتخابات: عورتوں کو ووٹ ڈالنے سے روکنے پر رپورٹ طلب کی گئی۔ فروری 28، 2012۔ http://tribune.com.pk/story/342670/by-polls-inquiry-into-barring-of-women-from-casting-vote-sought/ سے حاصل کیا گیا۔

8. ڈیلی ٹائمز۔ 2012۔ ڈرافٹ انتخابی فہرستوں سے لاکھوں عورتیں غائب ہیں۔ مارچ 09، 2012۔ http://www.dailytimes.com.pk/default.asp?page=2012per_cent5C09per cent5Cstory_9-3-2012_pg7_15 سے حاصل کیا گیا۔

9. انڈویجوئل لینڈ پاکستان۔ 2012۔ پاکستان کے تنازعاتی علاقوں میں صحافت۔ http://www.individualland.com/index.php?option=com_rokdownloads&view=file&Itemid=157 سے حاصل کیا گیا۔

ہیں، یعنی 'شہری صحافی'۔

یہ ہینڈ بک ملک کے نوجوان طبقے کے لئے بھی کارآمد ہے۔ اقوام متحدہ ترقیاتی پروگرام (UNDP) کے اندازوں کے مطابق کل آبادی میں سے اس وقت پاکستان میں رہنے والے میں ۶۹۸. ۱۰۳ ملین[10] لوگوں کی عمر ۲۵ سال سے کم ہے۔ ایک حساس اور اچھی طرح آگہی سے لیس نوجوان ووٹ آئندہ انتخابات میں حقیقی فرق پیدا کرسکتا ہے۔

یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ یہ ہینڈ بک عام انتخابات کے ہر پہلو کے بارے میں گہری تفصیلات پر مشتمل ہے یا ان تمام شکوک کا جواب فراہم کرتی ہے جن کا کوریج کے دوران میڈیا کو سامنا ہوتا ہے، لیکن مسائل جیسا کہ اخلاقی الجھنیں، متوازن رپورٹنگ، نفرت پر مبنی تقریر کی روک تھام اور انتخابی عمل سے متعلق صنفی تشویشات کا احاطہ کرتی ہے۔

> عورتوں کی انتخابات میں عدم شمولیت یا قومی زندگی کے ہر دائرے میں انہیں شرکت کا حق دینے سے انکار کو اجاگر کرنا بہت اہم ہے۔ اس سے پہلے یہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ میانوالی اور مردان کے ضمنی انتخابات میں کئی پولنگ اسٹیشنوں پر عورتوں کو ووٹ ڈالنے کی اجازت نہیں دی گئی۔
>
> یہ نہ صرف ۱۹۷۳ کے آئین کے آرٹیکل ۳۴ سے انکار ہے، بلکہ آئین کے تحت عطا کردہ بہت زیادہ بنیادی حقوق میں سے ایک یعنی اظہار رائے کی آزادی کی خلاف ورزی ہے۔ ایک FIRM میڈیا ایسے مسائل کو اجاگر کرنے میں مدد دے سکتا ہے اور حقیقی جمہوریت کی جانب اپنا کردار ادا کرسکتا ہے۔

10. UNDP۔ اقوام متحدہ ترقیاتی پروگرام نے زندگیوں کو بااختیار بنادیا۔ لچک دار قوم۔ http://undp.org.pk/undp-and-the-youth.html سے حاصل کیا گیا۔ 17 ستمبر 2012 کو رسائی حاصل کی گئی۔

آئندہ انتخابات کی انفرادیت

آئندہ انتخابات کا انعقاد شاید ۲۰۱۳ میں طے ہے۔ بہت سے ایسے عوامل ہیں، جوان انتخابات کو الگ انداز میں ترتیب دیں گے:

- ان انتخابات کے قابل ذکر پہلوؤں میں سے ایک بڑی تعداد میں نوجوانوں کی ممکنہ شرکت ہے۔ مارچ ۲۰۱۲ میں نیشنل ڈیٹا بیس و رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) نے ۳.۸۳ملین ووٹروں کے لئے مختصر پیغام کی سروس (ایس ایم ایس) کے ذریعے ووٹر فہرست کی تصدیق کے عمل کا آغاز کیا تھا۔ ووٹروں نے ۸۳۰۰ پر اپنا کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ (CNIC) کا نمبر بھیج کر اپنے اندراج کی تصدیق کی تھی۔ ووٹروں نے ایس ایم ایس کے ذریعے اپنے انتخابی حلقے کے بارے میں تفصیلات موصول کی تھیں۔ پھر کسی بھی فرق کے سلسلے میں ووٹر کوئی اعتراض یا دعویٰ داخل کر سکتا تھا۔[11] نادرا کے پاس دستیاب اعداد و شمار کے مطابق، ۸۳ملین ووٹروں کی انتخابی فہرست ۳۹ملین یا ۴۷ فی صد ایسے ووٹرز پر مشتمل ہے جن کی عمر ۱۸ اور ۳۵ سال کے درمیان ہے، جب کہ ۲۰ فی صد کے لگ بھگ ووٹر ۱۸ سے ۲۵ سال کی عمر پر مشتمل ہیں۔ ۳۹ملین کی اس تعداد میں سے تقریباً ۳۰ملین نوجوان اس سے پہلے انتخابی فہرست کا حصہ نہیں تھے۔[12] یہ نوجوان سوشل میڈیا یا ویب سائٹس پر سرگرمی سے مصروف عمل بھی ہیں، اور ان میں انتخابات پر اثر انداز ہونے کی اہلیت موجود ہے۔ ۲۰۱۰ کی آخری سہ ماہی سے لے کر ۲۰۱۱ کی پہلی سہ ماہی کے دوران چھ ماہ میں، پاکستان میں فیس بک استعمال کرنے والوں کی تعداد ۸.۱ملین سے بڑھ کر ۶.۳ملین ہوگئی تھی، جس میں سے ۵۲ فی صد کی عمریں ۱۸ سے ۲۴ سال کے درمیان ہیں۔[13]

- عدالتی فعالیت کا پہلو بھی حالیہ برسوں میں زیادہ عام ہوتا جا رہا ہے۔ خصوصاً مارچ ۲۰۰۹ میں ججوں کی بحالی کے بعد، عدالت عظمیٰ عوامی دلچسپی کی عدالتی کارروائیاں شروع کرنے کے لئے از خود نوٹس پر کارروائی کرتی چلی آ رہی ہے۔ یہ اختیارات، آئین کے آرٹیکل ۱۸۴(۳) کے تحت سپریم کورٹ آف پاکستان نے ۱۹۹۷ میں قائم کئے تھے۔[14] عدالتی فعالیت میں ریاستی اداروں کی جانب سے اختیارات کے غلط استعمال، قانونی طریقہ کار سے روگردانی اور کرپشن کے خلاف کیس شامل ہیں۔ انتخابی طریقہ کار سے متعلق، تازہ ترین کیس اندرون سندھ میں ایک سیاسی امیدوار کی جانب سے انتخابی عملے کے ساتھ بدتمیزی تھی، جس کا عدالت عظمیٰ نے میڈیا کی جانب سے یہ معاملہ اچھالنے پر نوٹس لیا۔[15] یہ امید کی جا سکتی ہے کہ آئندہ عام انتخابات میں عدلیہ کو ایک اہم کردار ادا کرنا پڑے گا۔

- اس اشاعت میں ایک پہلو جس پر ہماری بڑی توجہ ہے، وہ انتخابات کی نگرانی اور کوریج میں پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کی غیر

---

11. ڈان۔2012۔1.67 ملین سے زائد لوگوں نے ووٹر فہرست کی تصدیق کے لئے ایس ایم ایس سروس استعمال کی۔ مارچ02، 2012۔ http://dawn.com/2012/03/02/over-1-67-m-voters-used-sms-service-to-verify-voter-list/ سے حاصل کیا گیا۔
12. شاہد، اے۔2012۔ انتخابات 2013: نوجوانوں کا عنصر۔ ڈان۔ مئی 16، 2012۔ http://dawn.com/2012/05/16/elections-2013-the-youth-factor-2/ سے حاصل کیا گیا۔
13. وڑائچ، ایچ۔2011۔ پاکستان کا سوشل میڈیا لینڈ اسکیپ۔ مارچ 18، 2011۔ http://afpak.foreignpolicy.com/posts/2011/03/18/pakistans_social_media_landscape سے حاصل کیا گیا۔
14. بلیو، آر۔، ہوف مین، آر & برگ۔ ایل۔ اے۔2008۔ پاکستان میں قانون کی حکمرانی کا تجزیہ - حتمی رپورٹ۔ اقوام متحدہ ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی (یو ایس ایڈ) http://pdf.usaid.gov/pdf_docs/PNADO130.pdf سے حاصل کیا گیا۔
15. دی ایکسپریس ٹریبیون۔2012۔ ای سی پی نا اہلی: عدالت وحیدہ شاہ کی تمام درخواستوں کی یک جا سماعت کرے گی۔ جولائی 10، 2012۔ http://tribune.com.pk/story/405939/ecp-disqualification-court-to-hear-all-waheeda-shahs-pleas-as-one/ سے حاصل کیا گیا۔

معمولی موجودگی ہے۔ گزشتہ عشرے کے اندر اندر، پاکستان میں میڈیا کا پس منظر ایک اچھے خاصے اصلاحی عمل سے گزرا ہے، جو کسی انقلاب سے کم نہیں۔ فضائی لہروں (جن پر پہلے ریاستی مشینری کی حکومت تھی اور پرنٹ میڈیا کو پابندیوں کا سامنا تھا) نے ایک لمبی اور سخت جدوجہد کے بعد ۲۰۰۲ میں آزادی حاصل کر لی۔ ۲۰۱۰ سے پاکستان میں تقریباً ۹۰ ٹی وی چینلز اور ۱۰۶ ایف ایم ریڈیو اسٹیشنز کام کر رہے ہیں۔[16] ۲۰۰۹ میں کیئے گئے ایک گیلپ سروے کے مطابق، پاکستان میں ٹی وی کے ناظرین کی تعداد ۸۶ ملین تھی جس میں سے کیبل اور سیٹلائٹ کے ناظرین کی تعداد ۳۸ ملین تھی، جب کہ ۴۸ ملین ناظرین کو کیبل اور سیٹلائٹ کی سہولت حاصل نہیں تھی۔[17] ۲۰۰۳ میں، ۹۴۵ میڈیا اشاعتیں تھیں جن کی روزانہ تقسیم ۶.۲ ملین تھی، جب کہ پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (پی ایف یو جے) کے مطابق پاکستان میں رپورٹرز کی موجودہ تعداد ۱۷،۰۰۰ ہے۔[18] واضح طور پر یہ ایسے انتخابات ہوں گے جو ٹیلی وژن اور میڈیا کی انتہائی نگرانی میں منعقد ہوں گے۔

- ایک اور پہلو جو حالیہ برسوں میں پاکستان میں ابھر کر آیا ہے، وہ شہری صحافت کا کردار ہے۔ ویب پر مبنی مواصلاتی ٹیکنالوجی سے آراستہ لوگ، سوشل ویب سائیٹس پر ملٹی میڈیا مواد ڈالتے ہیں اور دنیا بھر میں اپنے خیالات پھیلاتے ہیں۔ میڈیا کے اداروں نے یہ پہلو مسائل کو اجاگر کرنے اور اپنے تجزیوں کی حمایت میں استعمال کیا ہے۔ شہری صحافت میں وہ تبصرے اور خیالات بھی شامل ہیں جو شہری نیوز میڈیا ویب سائیٹ پر ڈالتے ہیں، جب کہ خبروں کے مواد میں بھی اضافہ کرتے ہیں۔ شہری صحافت کا ایک مخصوص اور نمایاں نمونہ سوات میں طالبان کی کوڑے مارنے کی موبائل ویڈیو کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے، جو اپریل ۲۰۰۹ میں سامنے آئی اور عوامی غصے اور بعد ازاں کئے جانے والے فوجی آپریشن کی حمایتوں کی وجوہات میں سے ایک بنی۔[19] 'فریڈم آن دی نیٹ' کی سالانہ رپورٹ ۲۰۱۱ کے مطابق، پاکستان میں انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کی تعداد ۲۰ ملین سے تجاوز کر چکی ہے جب کہ ۱۰۰ ملین سے زائد موبائل فون صارفین ہیں۔[20] یہ انتہا آئندہ انتخابات میں شہری صحافیوں کے ممکنہ کردار اور حصے کی جانب اشارہ کرتی ہے۔

یہ بات بہت اہم ہے کہ میڈیا درست اور مکمل معلومات کی فراہم کرتے ہوئے صارفین کو جواب دہ رہتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ شہریوں اور میڈیا کو مل کر اپنی رپورٹنگ اور کوریج میں ذمہ داری کے عنصر کو مضبوط کرنے کے لئے، ایک جامع ضابطہ اخلاق تشکیل دینا چاہیئے۔ اس سلسلے میں، ''جیو اصول'' کے نام سے کام کا آغاز کیا گیا ہے جس میں ان کی ذمہ داریوں کی فہرست بنائی گئی ہے۔[21] یہ بات اہم ہے کہ میڈیا تعصب، ہٹ دھرمی، اور جانب داری سے پاک رہتا ہے۔ انتخابی دورانیے میں میڈیا کو نہ صرف متوازن رہنے، بلکہ انتخابی سیاست پر اپنی تفصیلی رپورٹنگ کے ذریعے شہریوں کو آگہی فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔

---

16. حسن، آر۔ 2010۔ میڈیا بوم: 10 سالوں میں 90 چینلز، 106 ایف ایم اسٹیشنز۔ جولائی 11، 2012 کو حاصل کیا گیا۔ http://www.viewpointonline.net/media-boom-90-channels-106-fm-stations-in-10-years.html سے حاصل کیا گیا۔
17. گیلپ۔ 2009۔ ناظرین کی عادات کے پس منظر میں قابل ذکر تبدیلیاں۔ جولائی 11، 2012 کو http://www.gallup.com.pk/News/Mediaper_cent20Cyberletterper_cent20Juneper_cent2009per_cent20(2ndper_cent20version).pdf سے حاصل کیا گیا
18. انڈویجوئل لینڈ پاکستان۔ 2012۔ پاکستان کے تنازعاتی علاقوں میں صحافت۔ http://www.individualland.com/index.php?option=com_rokdownloads&view=file&Itemid=157 سے حاصل کیا گیا۔
19. والش، ڈی۔ 2009۔ لڑکی کو کوڑے مارنے کی ویڈیو جیسا کہ طالبان انصاف دیتے ہیں۔ دی گارجین۔ اپریل 02، 2009۔ http://www.guardian.co.uk/world/2009/apr/02/taliban-pakistan-justice-women-flogging سے حاصل کیا گیا۔
20. آزادی ہاؤس۔ 2011۔ نیٹ 2011 پر آزادی۔ جولائی 12، 2012 کو حاصل کیا گیا۔ http://www.unhcr.org/refworld/pdfid/4dad51b92.pdf سے حاصل کیا گیا۔
21. جیو اصول۔ جولائی 30، 2012 کو حاصل کیا گیا۔ http://www.geo.tv/asool/ سے حاصل کیا گیا۔

ہماری رائے میں، ہم صارفین میڈیا کے احتساب کے اس عمل میں براہ راست متعلقین کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ، اس ہینڈ بک کے ذریعے آزاد، بے باک اور ذمہ دار میڈیا (FIRM) کے پس منظر کی بنیاد پر انتخابات کے دوران صارفین کے میڈیا کے لئے ضابطہ اخلاق پر تبادلہ خیال کرنا چاہیں گے۔

انتخابی سیاست کا تعارف

انتخابات اور جمہوریت ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ اس طرح بلاشبہ انتخابات جمہوریت کے فروغ کے لئے مرکزی کردار ادا کرتے ہیں اور حقیقی جمہوریت کے لئے یقینی طور پر جمہوری انتخابات سے بھی کچھ زیادہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔[22] چارلس ڈی سیکنڈات، بارون ڈی مونٹیسکیو (۱۶۸۹-۱۷۵۵) اپنی کتاب: قوانین کی روح میں کہتا ہے، کہ:

> ''کسی جمہوریہ یا کسی جمہوریت میں انتخابات کی صورت میں، ووٹرز ملک کے حکمران بننے والوں اور حکومت کے موضوعات کے درمیان متبادل کا کردار ادا کرتے ہیں۔ ووٹ کا حق استعمال کرنے کے عمل سے لوگ ایک خودمختار (یا حاکمیت) کی استعداد میں کام کرتے ہیں، جیسے 'آقا' اپنے سرکاری ملازمین کو منتخب کرنے کا کام کر رہے ہوں۔[23]''

پاکستان میں انتخابات کی تاریخ بدلتی قسمتوں کا شکار رہی ہے۔ پاکستان کی ۶۵ سالہ تاریخ میں، سیاسی پارٹیوں اور فوجی آمریتوں نے تقریباً یکساں حکمرانی کی ہے۔

انتخابی عمل میں اکثر ملک کے ریاستی اداکاروں کی جانب سے گڑبڑ کی گئی ہے، اس سے سمجھوتہ کیا گیا ہے اور اسے کمزور کیا گیا ہے، اور فوج ان کاموں میں سب سے آگے رہی ہے۔ ''فوجی آمروں نے ایگزیکٹو طاقت اور خود اپنی پوزیشن کو مضبوط کرنے اور رفتہ رفتہ سویلین حکمرانی کے جانب واپسی کو اپنانے کے لئے انتخابات کو جوڑ توڑ کے لئے استعمال کیا ہے۔''[24] لہٰذا ایسے انتخابات کے نتیجے میں آبادیوں میں دو مختلف طرح کے خیالات جنم لیتے ہیں۔ اگرچہ ایسے شہریوں جو اپنی خواہش کی پرواہ کئے بغیر کسی مخصوص سیاسی رہنما کو ووٹ دیتے ہیں اور دوسرے شہریوں کی ایک ایسی نسل کے درمیان پہلے ہی سے حد بندی موجود ہے جو اس سوچ کے ساتھ سامنے آ رہی ہے کہ یہ انتخابات کسی حد تک بے معنی ہیں۔ اس کے باوجود، ۲۰۰۸ کے انتخابات نے ایک اضافی ٹرن آؤٹ دیکھا جو ۲۰۰۲ کے انتخابات کے ۴۲ فی صد کی نسبت ۴۵ فی صد تک ریکارڈ کیا گیا۔[25] تاہم دو یا تین فی صد کا اضافہ حوصلہ افزا تو ہوسکتا ہے مگر باقی ماندہ ۵۵ فی صد درج شدہ ووٹرز اپنا ووٹ نہیں ڈال رہے ہیں۔ یہ اس حقیقت کا اعادہ ہے کہ زیادہ تر شہری اسے ایک بے معنی سرگرمی گردانتے ہیں۔

---

22. علی یو، ناصر و آدامو۔ 2009۔ بین الاقوامی قانون کے تحت جمہوری انتخابات کا تصور۔ جولائی 04، 2012 کو حاصل کیا گیا۔ http://www.eurojournals.com/rjis_10_02.pdf سے حاصل کیا گیا۔
23. مونٹیسکیو۔ قوانین کی روح۔ 1989۔ http://www.princeton.edu/~achaney/tmve/wiki100k/docs/Election.html سے آن لائن حاصل کیا گیا۔ رسائی کی تاریخ: اکتوبر 23، 2012۔
24. بین الاقوامی ترقی کے شعبے سے یوکے ایڈ۔ پس منظر: پاکستان میں انتخابات 2008۔ صفحہ 1۔ آن لائن حاصل کیا گیا: http://www.dfid.gov.uk/Documents/publications1/elections/elections-pk-2008.pdf۔ رسائی کی تاریخ: اکتوبر 23، 2012۔ ماخوذ: ''پاکستان میں انتخابات: یوکے اور بین الاقوامی کمیونٹی کا کردار 2000-2008'' از محمد وسیم، فوزیہ یزدانی اور سوسان لاف ہیڈ، اکتوبر 2008۔
25. چیمہ، اے۔، گزدار، ایچ۔، فاروق نصیر، ایم۔، اور سعید، اے۔، ہیرالڈ مارچ، 2008 ''ٹرن آؤٹ: حوصلہ افزائی اور ترقی پر گامزن''۔ http://www.researchcollective.org/Documents/Herald_March_2008_Article_1.pdf سے حاصل کیا گیا۔ 24 جولائی، 2012 کو حاصل کیا گیا۔

درج ذیل ٹیبل 1985 سے لےکر اب تک کے عام انتخابات میں ٹرن آؤٹ کی شرح کے رجحان کو ظاہر کرتا ہے:

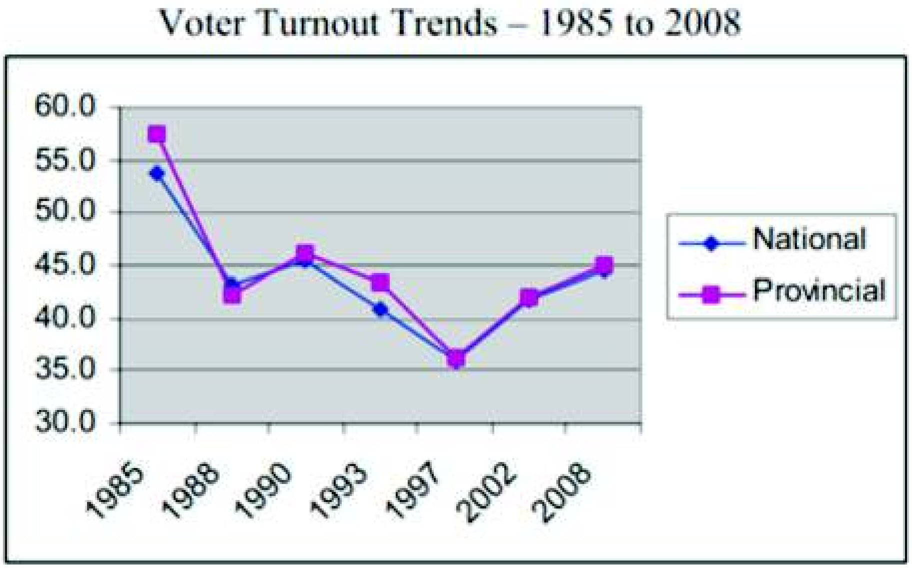

ذریعہ: ڈان انتخابی سیل ڈیٹا[26]۔

پاکستانی میگزین 'ہیرالڈ' بڑے درست انداز میں اس کا خلاصہ پیش کرتا ہے: ''۱۹۹۷ تک عام صورت یہ تھی کہ ٹرن آؤٹ کی شرح کم ہوتی جا رہی تھی۔ ۱۹۸۵ اور ۱۹۸۸ میں اس میں بے تحاشہ کمی کا سبب ان درج شدہ ووٹرز کی نااہلی کو قرار دیا گیا جن کے پاس قومی شناختی کارڈز نہیں تھے۔ ۱۹۸۵ اور ۱۹۸۸ کے درمیان معمولی بحالی کے علاوہ ٹرن آؤٹ میں مسلسل کمی ہوتی رہی یہاں تک کہ ۱۹۹۷ کے انتخابات میں یہ تاریخی کمی ۳۶ فی صد تک گر گئی۔ پاکستان کا رجحان دیگر زیادہ تر ممالک کی طرح رہا جہاں ۱۹۹۰ کی دہائی میں ٹرن آؤٹ کی شرح میں خاصی کمی دیکھنے میں آئی۔''[27]

۱۹۹۷ سے اب تک پاکستان ٹرن آؤٹ کی بڑھتی ہوئی شرح کے تجربے سے گزر رہا ہے۔ تاہم، پاکستان کو بنگلہ دیش اور بھارت کی شرح تک پہنچنے کے لئے، جہاں یہ شرح علی الترتیب ۷۰ اور ۶۰ فی صد ہے، ابھی بہت دور تک جانا ہے۔ ۲۰۰۲ کے عام انتخابات نے ووٹروں کے ٹرن آؤٹ میں اضافہ دیکھا کیوں کہ انتخابات قانون سازیوں کی تعداد کے اعتبار سے گزشتہ انتخابات سے مختلف تھے۔ سزا یافتہ لوگوں کو عوامی نمائندگی کے ایکٹ ۱۹۷۶ کے تحت انتخابات میں حصہ لینے سے روکا گیا۔ بہت سے دیگر لوگ اس لئے انتخابات نہیں لڑ سکے کیوں کہ ان کے پاس درکار بیچلر ڈگری نہیں تھی، جو اس مرتبہ لازمی قرار دے دی گئی تھی۔ نئے انتخابی قوانین کے تحت پاکستان کے معروف شخصیات پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) کی بے نظیر بھٹو اور پاکستان مسلم لیگ-نواز گروپ (پی ایم ایل-ن) کے نواز شریف کو انتخابات میں کھڑے ہونے سے روک دیا گیا۔ ۱۹۷۷ کے بعد سے پہلی مرتبہ، مسیحی، ہندو، اور پارسیوں سمیت غیر مسلم پاکستانیوں نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں تمام عام سیٹوں پر الیکشن لڑا اور ووٹ کا حق استعمال کیا۔ ان انتخابات میں ووٹ دینے کے لئے کم سے کم عمر کو بھی کم کرتے ہوئے ۲۱ سے ۱۸ سال کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ ۲۰۰۲ کے انتخابات میں ووٹروں کے ٹرن آؤٹ میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔[28]

26. چیمہ، اے۔، گزدار، ایچ۔، فاروق نصیر، ایم۔، اور سعید، اے۔، ہیرالڈ مارچ۔ ''ٹرن آؤٹ: حوصلہ افزائی اور ترقی پر گامزن''۔ 2008۔ صفحہ 1۔ http://www.researchcollective.org/Documents/Herald_March_2008_Article_1.pdf پر آن لائن رسائی کی گئی۔ 24 جولائی، 2012 کو رسائی کی گئی۔

27. ایضاً

28. پاکستان کی کہانی۔ 2004۔ عام انتخابات 2002۔ فروری 21، 2004۔ http://storyofpakistan.com/general-elections-2002/ سے حاصل کیا گیا۔ 4 ستمبر، 2012 کو حاصل کیا گیا۔

۲۰۰۸ کے انتخابات میں بہت سے عوامل نے ٹرن آوٹ کو متاثر کیا۔ یہاں تک کہ بے نظیر بھٹو کی شہادت سے قبل یہ امید کی جارہی تھی کہ قومی دھارے کی دو حزب مخالف پارٹیوں کے قائدین کی جلاوطنی سے واپسی انتخابی عمل میں جان ڈال دے گی۔ ۲۷ دسمبر، ۲۰۰۸ کے المیے نے انتخابی مہم کو موثر طور پر ختم کردیا لیکن یہ خیال کیا جارہا تھا کہ پی پی پی کے لئے ہمدردی کی لہر کے ذریعے ٹرن آوٹ بہت زیادہ ہوگا۔[29]

29. چیمہ، اے۔، گزدار، ایچ۔، فاروق نصیر، ایم۔، اور سعید، اے۔، ہیرالڈ مارچ، 2008 ''ٹرن آوٹ: حوصلہ افزائی اور ترقی پر گامزن''۔ http://www.researchcollective.org/Documents/Herald_March_2008_Article_1.pdf سے حاصل کیا گیا۔ 24 جولائی، 2012 کو حاصل کیا گیا۔

حاکمیت کی شکل

پاکستان کے ۱۹۷۳ کے آئین کی رو سے، پاکستان میں ایک وفاقی اور پارلیمانی حکومتی نظام ہے جس میں صدر ریاست کا سربراہ اور وزیر اعظم حکومت کا سربراہ ہے۔ یہ پارلیمنٹ کے دو ایوانوں پر مشتمل ایک نظام ہے۔ اس میں دو ایوان ہوتے ہیں، اپر اور لوئر ہاؤس۔ اپر ہاؤس کو سینیٹ اور لوئر ہاؤس کو قومی اسمبلی کہا جاتا ہے۔ صوبائی اسمبلیاں تمام صوبوں سے مساوی نمائندگی کی بنیاد پر سینیٹ کا انتخاب کرتی ہیں۔ قومی اسمبلی کے ارکان کا انتخاب عوام براہ راست کرتے ہیں۔ تمام صوبوں کی اپنی منتخب اسمبلیاں ہیں۔ ملک کے وفاقی ڈھانچے میں، وفاق اور صوبے دونوں اپنے اختیارات آئین سے حاصل کرتے ہیں اور صوبے آئین کے تحت دیئے گئے سرگرم شعبوں میں خود مختاری سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے کام ہیں جو صرف وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہیں جب کہ دیگر کام وفاقی یا صوبائی حکومتیں انجام دے سکتی ہیں۔ تمام صوبوں کی سینیٹ کی مساوی سیٹیں ہیں، اور سینیٹرز کی کل تعداد ایک سو چار ہے۔ قومی اسمبلی کی ۳۴۰ سیٹیں ہیں جب کہ چار صوبائی اسمبلیوں کی کل سیٹوں کی تعداد ۷۲۸ ہے۔[30]

سینیٹ

- سینیٹ ۱۰۰ ارکان پر مشتمل ہوتی ہے
- ۱۰۰ میں سے، ۱۴ ہر صوبائی اسمبلی سے منتخب ہوتے ہیں
- ۸ ارکان وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں سے منتخب ہوتے ہیں
- ۲ ارکان - ایک خاتون اور ایک ٹیکنوکریٹ - کو قومی اسمبلی کے ارکان وفاقی دارالخلافہ سے منتخب کرتے ہیں
- ۴ خواتین اور ۴ ٹیکنوکریٹس ہر صوبائی اسمبلی کے اراکین کی جانب سے منتخب کئے جاتے ہیں۔

صوبہ	عام سیٹیں	خواتین	ٹیکنوکریٹ	کل سیٹیں
بلوچستان	۱۴	۴	۴	۲۲
فاٹا	۸	-	-	۸
اسلام آباد	۲	۱	۱	۴
خیبر پختون خواہ	۱۴	۴	۴	۲۲
پنجاب	۱۴	۴	۴	۲۲
سندھ	۱۴	۴	۴	۲۲
کل سیٹیں	۶۶	۱۷	۱۷	۱۰۰

30. UNESCAP کا ملکی پروفائیل ''مقامی حکومتوں کے بارے میں ملکی رپورٹس: پاکستان''۔ حاصل کرنے کی تاریخ: جولائی 16، 2012۔ http://www.unescap.org/huset/lgstudy/new-countrypaper/Pakistan/Pakistan.pdf سے حاصل کی گئی۔

قومی اسمبلی

- قومی اسمبلی کے ارکان عالمی بالغ رائے دہی کی بنیاد پر منتخب ہوتے ہیں
- چاروں صوبوں میں سے ہر ایک، وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں، اور اسلام آباد کیپیٹل ٹیریٹری کو آبادی کی بنیاد پر سیٹیں مختص کی جاتی ہیں۔
- قومی اسمبلی کے ارکان پارلیمان کی مدت پوری کرتے ہیں، جو پانچ سال ہے، اگر وہ جلدی مر نہ جائیں، یا استعفیٰ نہ دے دیں، یا قومی اسمبلی کو ختم نہ کر دیا جائے۔
- حالانکہ ارکان کی ایک بڑی اکثریت کی تقریباً پانچ فی صد سیٹیں اقلیتوں کے لئے مختص ہیں۔
- اقلیتی سیٹوں کے لئے انتخابات جداگانہ رائے دہندگان کی بنیاد پر عام انتخابات کے دوران مسلم سیٹوں کے لئے انتخابات کے وقت پر ہی منعقد ہوتے ہیں
- خواتین کے لئے بھی ۶۰-پلس سیٹیں ہیں، اور خواتین کو ان سیٹوں پر ان کی پارٹی کے سربراہ کی جانب سے چنا جاتا ہے (یعنی وہ براہ راست عام انتخابات میں منتخب نہیں کی جاتیں لیکن انہیں ان کی پارٹیوں کی جانب سے عام انتخابات میں کارکردگی کے مطابق نمائندگی دی جاتی ہے)۔

صوبہ	عام سیٹیں	غیر مسلم	عورتیں	کل سیٹیں
بلوچستان	۱۴		۳	۱۷
فاٹا	۱۲		-	۱۲
اسلام آباد	۱		-	۱
خیبر پختون خواہ	۳۵		۸	۴۳
پنجاب	۱۴۸		۳۵	۱۸۱
سندھ	۶۱		۱۴	۷۵
کل سیٹیں	۲۷۲	۱۰	۶۰	۳۴۰

http://www.na.gov.pk/en/composition.php

صوبائی اسمبلی

صوبہ	عام سیٹیں	غیر مسلم	عورتیں	کل سیٹیں
بلوچستان	۵۱	۳	۱۱	۶۵
خیبر پختون خواہ	۹۹	۳	۲۲	۱۲۴
پنجاب	۲۹۷	۸	۶۶	۳۷۱
سندھ	۱۳۰	۹	۲۹	۱۶۸
کل سیٹیں	۵۷۷	۲۳	۱۲۸	۷۲۸

پارلیمان کی رکنیت کے لئے قابلیت

''ایک ایسا فرد جو پاکستان کا شہری ہے، اور کسی بھی انتخابی فہرست میں اس کا اندراج ہے، اور قومی/صوبائی اسمبلیوں کی صورت میں اس کی عمر ۲۵ سال سے کم اور سینیٹ کی صورت میں ۳۰ سال سے کم نہیں ہے، اچھے کردار کا مالک ہے اور عام طور پر ایسا فرد نہیں جانا جاتا تو اسلامی احکامات کی خلاف ورزی کرتا ہو، اسلامی تعلیمات اور اعمال کی کافی معلومات رکھتا ہے اور اسلام کی بیان کردہ فرائض بجالاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ گناہ کبیرہ سے پرہیز کرتا ہے، عاقل، صالح، اور غیر بدکار، ایمان دار اور امین (رکھوالا) ہے، کسی اخلاقی جرم میں ملوث ہونے کی وجہ سے یا جھوٹی شہادت دینے کی وجہ سے سزا یافتہ نہیں ہے، اور قیام پاکستان کے بعد، ملکی سالمیت کے خلاف کوئی کام نہیں کیا ہے یا نظریہ پاکستان کی مخالفت نہیں کی ہے اور گریجویٹ ہے (گریجویٹ/بیچلر ڈگری رکھتا ہے) انتخابات لڑسکتا ہے اور پارلیمان یا کسی صوبائی اسمبلی کا رکن بن سکتا ہے۔''[31]

ایک ووٹر کی قابلیت

''ایک ایسا فرد جو پاکستان کا شہری ہے، اس سال کی جنوری کے پہلے دن اس کی عمر ۱۸ سال سے کم نہیں ہے جس میں فہرستیں بنائی جارہی ہیں یا ان پر نظر ثانی کی جارہی ہے، کسی مجاز عدالت نے اسے دماغی مریض قرار نہیں دیا ہے، یا کسی انتخابی حلقے کا ایک رہائشی تصور کیا جاتا ہے، اس انتخابی حلقے میں ایک ووٹر کی حیثیت سے اپنا اندراج کرواسکتا ہے۔ صرف انتخابی فہرستوں میں درج شہری ہی اپنے ووٹ ڈالنے کے اہل ہیں۔''[32]

میڈیا کا کردار

اپنے اپنے مختلف نظریاتی پس منظر کے باوجود، تمام سیاست دان میڈیا میں اپنی موجودگی میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ ہر مرتبہ جب وہ کسی مضمون میں کوریج حاصل کرتے ہیں، اپنا چہرہ ٹیلی وژن پر لاتے ہیں یا ان کی آواز ریڈیو پر سنائی دیتی ہے، تو وہ یہ فرض کر لیتے ہیں ممکنہ ووٹرز کے درمیان ان کی ساکھ میں اضافہ ہو رہا ہے۔[33] یہ صورت حال آج کل کے انتخابات میں میڈیا کی اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں جمہوری انتخابات سیاسی ترجیحات کے لئے کم اور مقبولیت کے لئے زیادہ ہوتے ہیں، میڈیا کا کردار دونوں گروپوں کے لئے قابل توجہ ہے۔ صحافیوں کا لکھنے کے لئے تازہ مواد کے حصول کے لئے اور سیاست دانوں کو ایک پلیٹ فارم مل جاتا ہے جس کے ذریعے وہ ممکنہ ووٹروں سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ پاکستانی سیاست دانوں کے لئے یہ موزوں ہوگا کہ، ''اگر آپ میڈیا میں اپنی موجودگی ظاہر نہیں کر سکتے، تو آپ موجود ہی نہیں ہیں''۔[34] اس صورت حال میں میڈیا موجودہ اور خواہش کردہ صورت حال کے موازنے کے ساتھ سیاسی عمل کے تحت انجام دیئے گئے کاموں کی گہری کوریج کرتے ہوئے ایک اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ کسی سیاسی پارٹی کے کاموں اور اس کے ارتقاء کے بارے میں مسلسل سوالات اٹھانے سے آگہی پیدا ہوسکتی ہے اور ممکنہ ووٹرز کو پارٹیوں کے بارے میں بہت سے باتیں معلوم ہوں گی۔

---

31. پاکستان میں انتخابی نظام: ایک بریف۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان۔ http://php.ecp.gov.pk/index.php?option=com_content&task=view&id=21&Itemid=121 پر آن لائن رسائی حاصل کی گئی۔ رسائی حاصل کرنے کی تاریخ: اکتوبر 23، 2012۔
32. ایضاً۔
33. بینارڈس، آر۔ ''سیاسی پارٹیاں اور میڈیا''، دی کوریا ٹائمز: اپریل 18، 2003، http://www.fnf.org.ph/liberalopinion/political-parties-and-the-media.htm سے حاصل کیا گیا۔ حاصل کرنے کی تاریخ: جولائی 24، 2012۔
34. بینارڈس، آر۔ ''سیاسی پارٹیاں اور میڈیا''، دی کوریا ٹائمز: اپریل 18، 2003، http://www.fnf.org.ph/liberalopinion/political-parties-and-the-media.htm سے آن لائن حاصل کیا گیا۔ حاصل کرنے کی تاریخ: جولائی 24، 2012۔

پارٹیوں کے منشور

پاکستان کی بہت سے سیاسی پارٹیوں نے ۲۰۰۸ کے عام انتخابات سے قبل اپنے منشور پیش کئے تھے۔ چونکہ ابھی تک پارٹیوں نے تازہ منشوروں کا اعلان نہیں کیا، اس ہینڈ بک کے لئے چار بڑی پارٹیوں کے ۲۰۰۸ کے منشور استعمال کئے جارہے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ صحافی پارٹی منشوروں یا پارٹی کی پالیسیوں کے بارے میں سوالات کریں تاکہ شہری پارٹی کی اصل پوزیشن سے آگاہ ہوسکیں۔

پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) منشور ۲۰۰۸

پارٹی کا پہلا اصول ہے: اسلام ہمارا ایمان ہے۔ اسلام بھائی چارہ، محبت اور امن سکھاتا ہے۔ ہمارا ایمان ہر شہری پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ تمام مذاہب اور فرقوں تک گنجائش اور رواداری کے جذبے کے تحت پہنچیں اور تمام عقائد کے لوگوں کے ساتھ احترام کے ساتھ پیش آئیں، تاکہ انہیں اس قابل بنایا جاسکے کہ وہ قانون کے تحت مذہبی آزادی اور مساوات سے لطف اندوز ہوسکیں۔

پی پی پی مذہبی رواداری کے لئے پرعزم ہے۔ انفرادی شہریوں کے مذہبی عقائد کا ریاستی کاروبار کے ساتھ بہت کم تعلق ہے، جیسا کہ بانی پاکستان نے ۱۱ اگست ۱۹۴۷ کو آئین ساز اسمبلی کے افتتاحی اجلاس سے خطاب میں اعلان کیا تھا۔

پی پی پی کا دوسرا اصول ہے: جمہوریت ہماری سیاست ہے۔ بھوک اور کمی سے آزادی سمیت آزادی اور بنیادی حقوق کے ساتھ پی پی پی کا عزم، اس کے شہیدوں کے خون سے اور اس کے کارکنوں کے کمر پر کوڑوں کے سرخ نشانات سے تحریر ہے۔ یہ قائد عوام کی مشکلات اور قربانی میں لکھا ہے، جس نے آمریت کے سامنے سر جھکانے سے انکار کرتے ہوئے پھانسی کا پھندا قبول کیا، اور اپنی آخری سانس تک ہمارے شہریوں کے انسانی حقوق کی حفاظت کی۔ آج سمیت، ہر دور میں، پی پی پی کے قائدین اور عہدیداران سلاخوں کے پیچھے، جلاوطنی میں رہے، سیاسی مقدمات کا سامنا کررہے ہیں، اور اپنے خاندانوں اور خود اپنی قیمت پر بڑے ذاتی نقصانات کا سامنا کرتے ہوئے اپنی پارٹی کا دفاع کررہے ہیں۔

پی پی پی کا تیسرا اصول ہے: سماجی جمہوریت ہماری معیشت ہے۔ پی پی پی تمام شہریوں کے لئے مساوی مواقع کے ساتھ ایک منصفانہ اور مساوات پر مبنی معاشرہ تشکیل دینے کا ہدف رکھتی ہے۔ امیر اور غریب کے درمیان بڑھتے ہوئے خلا کو لازمی طور پر سہولیات سے عاری، ستم رسیدہ اور تفریق کا شکار طبقے کی مدد کرتے ہوئے پر کیا جائے۔ پی پی پی کو غریبوں، محنت کش طبقات اور متوسط طبقات کی آواز ہونے پر فخر ہے۔ ہماری پالیسیوں نے سہولیات سے عاری طبقات کے لئے مختص ہونے کے ساتھ ساتھ ایسے حالات پیدا کئے ہیں جن کی وجہ سے کاروباری اور تجارتی طبقات کھلی مارکیٹ میں مقابلہ کرنے کے قابل ہوئے۔

پی پی پی مکمل روزگار کی فراہمی پر بے مثال توجہ کے ذریعے پاکستان میں ہر غریب خاندان کے لئے خوراک، کپڑے اور پناہ (روٹی، کپڑا اور مکان) کی فراہمی کے لئے اپنے بھرپور عزم کو دہراتی ہے۔ پی پی پی پاکستان کے لئے ایک فلاحی ریاست کی مربوط نظریہ کے ساتھ واحد جماعت ہے جہاں مارکیٹ کی قوتیں سہولیات سے عاری اور غریب لوگوں کے لئے حفاظتی نیٹ ورکس کے ساتھ متوازی کردار ادا کررہی ہیں۔

پی پی پی کا حتمی اصول تمام قوت عوام کے لئے ہے۔ زمین پر صرف عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی قسمت خود طے کریں اور اپنی قوم کی سمت کا تعین کریں۔ تمام ریاستی اداروں کو لازمی طور پر انتخابات میں یا پارلیمنٹ میں ان کے قانونی طور پر منتخب نمائندوں کے ذریعے عوامی عدالت کو جواب دہ ہونا چاہیئے۔

شہریوں کے نقطہ نظر سے سوالات کے نمونے

- کیا اسے اپنانے کے بعد، پارٹی کے منشور پر کوئی نظر ثانی کی گئی ہے؟
- اگر اس میں کوئی تبدیلی کی گئی ہے تو وہ کون سے عناصر ہیں جن پر پارٹی نے توجہ دی ہے؟
- منشور میں ''روٹی، کپڑا اور مکان'' پر مسلسل زور دیا گیا ہے، جب کہ لوگوں کو درپیش مسائل میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے؛ کیا منشور میں دیگر مسائل کو بھی شامل نہیں کیا جانا چاہیئے؟
- سماجی جمہوریت ہماری معیشت ہے، سے کیا مراد ہے (تیسرا اصول)؟
- پی پی پی پاکستان کے لئے ایک فلاحی ریاست کی مربوط نظریہ کے ساتھ واحد جماعت ہے جہاں مارکیٹ کی قوتیں سہولیات سے عاری اور غریب لوگوں کے لئے حفاظتی نیٹ ورکس کے ساتھ متوازی کردار ادا کر رہی ہیں۔ فلاحی ریاست کی یہ مربوط نظریہ کیا ہے؟ وضاحت کریں۔
- منشور میں ''مکمل روزگار'' کی اصطلاح کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے اور پارٹی اسے کیسے حاصل کرے گی؟
- پارٹی کا منشور کسی طرح غیر مسلم پاکستانیوں کے بنیادی مسائل پر خصوصی توجہ دیتا ہے؟

پاکستان مسلم لیگ-نواز (پی ایم ایل-ن) کا منشور ۲۰۰۸

پاکستان مسلم لیگ-نواز اپنے منشور میں ۱۸ اہم نکات پر فوکس کرتی ہے۔ وہ یہ ہیں:

۱. حقیقی جمہوریت کا احیاء

۲. آزاد عدلیہ اور قانون کی حکمرانی

۳. اچھی حکمرانی

۴. سول فوجی تعلقات

۵. روادار اور تکثیری معاشرہ

۶. شدت پسندی اور دہشت گردی

۷. تعلیم

۸. صحت

۹. سائنس و ٹیکنالوجی

۱۰. غربت میں کمی

۱۱. روزگار

۱۲. افراط زر پر قابو پانا

۱۳. صنعتی ترقی

۱۴. خواتین

۱۵. نوجوان

۱۶. مزدور

۱۷. اقلیتیں

۱۸. قومی تحفظ اور خارجہ پالیسی

درج بالا شعبوں کے علاوہ، ذیل میں پی ایم ایل-ن پارٹی کے منشور کی ایک مختصر وضاحت دی گئی ہے:

پی ایم ایل (ن) عدالتی نظام کی آزادی کے وقار کی آزادی کے تحفظ کے لئے موثر اقدامات کرنے کا سنجیدگی سے وعدہ کرتی ہے۔ عدلیہ کے موثر کام کاج کے لئے عدالتی معلوماتی نظام قائم کیا جائے گا۔ پریس اور الیکٹرانک میڈیا کو ان کی آزادی کی اجازت دی جائے گی۔ معلوماتی قوانین تک رسائی کو مزید بہتر کیا جائے گا۔

افسر شاہی کو سیاست سے الگ رکھنے کے لئے، سرکاری ملازمین کو آئینی ترامیم کے ذریعے ملازمت کا تحفظ دیا جائے گا۔ تمام سطحوں پر تجویز کردہ تمام صوابدیدی اختیارات واپس لے لئے جائیں گے اور تمام حکومتی فیصلوں کو قانون اور میرٹ پر پرکھا جائے گا۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ میرٹ کو تعلقات پر ترجیح دی جارہی ہے اور اچھی کارکردگی اور دیانت داری پر فیاضانہ انعامات موجود ہیں، انتظامیہ کے نظام کی اصلاح کی جائے گی۔

اختیارات کی صوابدید اور غلط استعمال کو کم کرنے کے لئے انتظامی نظام کو مزید ہموار کیا جائے گا۔ آئین اور پارلیمنٹ کی برتری کو پارلیمانی اداروں کو موثر، جواب دہ اور عوام کے لئے ذمہ دار بناتے ہوئے بحال کیا جائے گا۔

۱۹۷۳ کے آئین کو فوجی بغاوت سے پہلے ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ والی شکل میں مشترکہ رائے دہندگان، اقلیتوں، اور خواتین کے لئے مختص سیٹوں کی شقوں کے ساتھ بحال کیا جائے گا۔ دہشت گرد گروپوں اور ان کی حمایت کرنے والوں کا سراغ لگانے کے لئے قانون نافذ کرنے والے اداروں کی استعداد کو مضبوط بنایا جائے گا؛ ان گروپوں کو جو بلاواسطہ یا بالواسطہ دہشت گردی کا سبب بنتے ہیں، سیاسی ثالثوں اور سول سوسائٹی کے اداروں کے ذریعے امن، میانہ روی اور انصاف کے بنیادی اسلامی اصولوں پر عمل کرنے پر رضامند کیا جائے گا۔

شہریوں کے نقطہ نظر سے سوالات کے نمونے

- آپ نے اپنی جماعت کے منشور میں عدالتی معلوماتی نظام کا ذکر کیا ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ عدالتی نظام آٹومیٹڈ ہوگا، یعنی نادرا سے ملتی جلتی کوئی چیز؟ کیا شہری کیس کے معلومات تک انٹرنیٹ کے ذریعے رسائی حاصل کرسکیں گے؟
- تمام حکومتی فیصلوں کو قانون اور میرٹ پر پرکھا جائے گا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسے قانون سازوں، سرکاری اہل کاروں کو جو نااہل ہیں ان کے عہدوں سے ہٹا دیا جائے گا؟
- اختیارات کی صوابدید اور غلط استعمال کو کم کرنے کے لئے انتظامی نظام کو مزید ہموار کیا جائے گا۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ مزید وزارتیں بنائی جائیں گی؟
- کیا پارٹی کی جانب سے کسی ریسرچ اسٹڈی کا اہتمام کیا جائے گا جو یہ ظاہر کرتی ہو کہ نئے صوبے موثر ہیں یا نہیں؟
- پارٹی کے منشور میں 'حقیقی جمہوریت' کی اصطلاح کا کیا مطلب ہے؟
- کیا پارٹی نے کوئی ایسی ڈرافٹ پالیسی تیار کی ہے جو تعلیم کی بہتری اور روزگار کے مواقع کے پروگراموں میں شہریوں کی سرگرم شرکت کو یقینی بناتی ہو؟

متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) منشور ۲۰۰۸

ایم کیو ایم پاکستان کی واحد سیاسی جماعت ہے جو ملک کے اس مزدور، متوسط طبقے اور غریب عوام کی نمائندگی کرتی ہے اور ان پر مشتمل ہے جو اس وقت نچلے، غیر مراعات یافتہ طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جن کا موجودہ دوفی صد حکمران اشراف استحصال کرتے ہیں۔

ایم کیو ایم نے پاکستان کی سیاست میں انقلاب پیدا کیا ہے، اس کے منتخب نمائندے اور عہدیداروں کا چناؤ عام پارٹی کارکنان اور عوام میرٹ پر کرتے ہیں نہ کہ اس بنیاد پر کہ وہ کسی جاگیردار خاندان یا سیاسی گھرانے میں پیدا ہوئے ہیں۔

ذیل میں وہ شعبے دیئے گئے ہیں جن کا پارٹی کے منشور میں کثرت سے ذکر کیا گیا ہے:

۱. صوبائی خودمختاری
۲. تعلیم
۳. صحت
۴. زرعی اصلاحات
۵. غربت کا خاتمہ اور بے روزگاری
۶. شہری ترقی
۷. صنعتیں اور مزدوروں کا شعبہ
۸. مالی اور اقتصادی اقدامات
۹. اچھی حاکمیت
۱۰. انسانی حقوق
۱۱. میڈیا اور اظہار رائے کی آزادی
۱۲. عدلیہ
۱۳. ماحولیات
۱۴. ثقافت اور کھیل
۱۵. خاندانی بہبود
۱۶. خارجہ امور

شہریوں کے نقطہ نظر سے سوالات کے نمونے

- چونکہ ایم کیو ایم کے پارٹی کارکنان میرٹ پر چنے جاتے ہیں، کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ پارٹی قیادت کو ابھی ان ہی اصولوں کے

تحت پرکھا جائے گا؟

- صوبائی خودمختاری کے بارے میں تعارفی کلمات کے علاوہ، کیا اس موضوع پر کوئی تفصیلی ڈرافٹ موجود ہے؟ کیا اسے کسی بھی فورم پر جانچ پڑتال اور بحث کے لئے پیش کیا گیا ہے؟
- امن وامان کا مسئلہ، خصوصاً ان علاقوں میں جہاں پارٹی کا غلبہ ہے، ہمیشہ اہم تشویش کا باعث رہا ہے۔ امن وامان کی صورت حال پر پارٹی کا کیا موقف ہے؟

پاکستان مسلم لیگ-ق (پی ایم ایل-ق) کا منشور ۲۰۰۸

ہماری بصیرت کو پاکستان اور صرف پاکستان نے تشکیل دیا ہے، اور پاکستان اور اس کے عوام کے مفادات ہمیشہ پہلے آتے ہیں۔ پاکستان ہم سب کے لئے، ایک ایسے ملک کی طرح مقدم ہے جسے قائداعظم محمد علی جناح کی عظیم قیادت میں مسلم لیگ نے بنایا۔ آزادی کی اس جدوجہد کے ورثے کے وارث ہونے کی حیثیت سے، ہم نے اپنے بانیوں، قائداعظم اور علامہ محمد اقبال کے تصور کو فروغ دینا ہے۔ پاکستان میں فخر کو فروغ دینا، اس کی تحریک آزادی کی تاریخ کو پیش کرنا اور اس کے بانیوں کا احترام کرنا ہمارے ویژن کا بنیادی مقصد ہے۔

۱. شرافت، رواداری اور ہم آہنگی
۲. عدل اور اظہار رائے کی آزادی کو یقینی بنانا
۳. خاندانی اقدار
۴. عام شہری کا وقار
۵. زنانہ آبادی کے حقوق کا تحفظ اور فروغ اور خوف اور ظلم سے آزادی فراہم کرنا
۶. منافقت اور دوہرے معیار کی مخالفت کرنا
۷. اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ
۸. انسانی حقوق کو فروغ دینا اور قانون کی حکمرانی کا احترام
۹. 'کلمہ حق' (سچ) بیان کرنا

شہریوں کے نقطہ نظر سے سوالات کے نمونے

- کیا جناح کے تصور میں فوجی آمر کے تحت حکومت کی تشکیل شامل ہے؟
- اس منشور میں شرافت کے کیا معنی ہیں؟ پارٹی کس طرح انصاف اور اظہار رائے کی آزادی کو یقینی بنا سکتی ہے؟ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ پارٹی موجودہ گستاخی رسول قانون پر توجہ دے گی؟
- منافقت اور دوہرے معیار سے پارٹی کیا مطلب اخذ کرتی ہے؟ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ملک میں رہنے والے تمام منافقین کو ملک چھوڑنے کا کہا جائے گا یا جیل میں ڈال دیا جائے گا؟

پاکستان تحریک انصاف کا منشور

حیات نو کا پی ٹی آئی کا ایجنڈا ہمارے عوام کی طویل عرصے سے نظر انداز خواہشات کا واضح اظہار کرتا ہے اور ایک جدید اسلامی جمہوریہ کے تصور کا اعلان کرتا ہے جو رواداری، اعتدال پسندی اور ہر ایک کو اپنی پسند کے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی دیتا ہے۔ ہم مستقبل کو ایسی امید اور بھروسے سے دیکھتے ہیں جس میں ہم اسے سیاسی استحکام، سماجی ہم آہنگی اور سب کے لئے اقتصادی خوش حالی کے راستے پر ڈال دیں۔ پی ٹی آئی محض ایک سیاسی پارٹی نہیں ہے؛ یہ ایک وسیع البنیاد تحریک ہے جو تمام پاکستانیوں کے مفادات کا احاطہ کرتی ہے۔ ایک ایسی عوام جس کے ثقافتی اور نسلی تغیرات کو ایک جمہوری ثقافت اور قانون کی حکمرانی پر مبنی ایک منصفانہ معاشرے کے لئے مشترکہ اہداف اور خواہشات کے ساتھ یک جان کر دیا جائے۔ پی ٹی آئی نے ایک قابل اعتبار قیادت فراہم کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے جو حکومت اور عوام کے درمیان بھروسے کا ایک نیا رشتہ قائم کرتے ہوئے پاکستان کی سیاسی اور معاشی خود مختاری کو بحال کر سکے۔ صرف عوام کی سرگرم شرکت کے ذریعے ہی ہم ایک با اعتماد اور خود انحصار قوم بننے کے راستے پر چلنے کے لئے اپنے انسانی اور مادی وسائل کو مل کر متحرک کر سکتے ہیں۔

پاکستانی وقار اور عزت نفس کے خواہش مند ہیں۔ لوگوں کی خود اعتمادی بحال کئے بغیر اور سیاسی قیادت میں ان کے بھروسے کو بحال کئے بغیر اس ہمہ گیر بحران سے نکلنے کی کوئی بھی امید محض ایک تصور تک محدود رہے گی جس نے قوم کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ ہم اسے ''اتحاد، ایمان اور تنظیم'' پر عمل کرتے ہوئے حاصل کر سکتے ہیں جیسا کہ قائداعظم نے بیان کیا تھا۔ پی ٹی آئی نے حکومت میں شفافیت اور ہر سطح پر احتساب کا عزم کر رکھا ہے۔ یہ وفاقیت اور صوبوں کے کام کی ایسی خود مختاری پر یقین رکھتی ہے، جو ۱۹۷۳ کے آئین کے مطابق پارلیمانی جمہوریت کے بنیادی اصولوں کی روح پر مبنی ہو۔

مشن

قانون کی حکمرانی قائم کرتے ہوئے اور ایک آزاد اور ایماندار عدلیہ کے ذریعے انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بناتے ہوئے، اپنے شہریوں، خصوصاً غریب اور غیر مراعات یافتہ عوام کی سماجی ترقی اور معاشی خوش حالی کے لئے جدوجہد کرنا۔

اہداف

- پاکستان کا ایک ایسے حقیقی طور پر آزاد اور خود مختار ریاست کے طور پر قیام جو ہمارے عوام کے لئے فخر کا باعث ہو۔
- جمہوریت کے فروغ اور عوام کے لئے سیاسی، معاشی اور مذہبی آزادی کی تکمیل کے لئے ریاستی اداروں کو مضبوط کرنا۔
- ایک جواب دہ اور مستعد حکومت فراہم کرنا جو اپنے شہریوں کی زندگی اور ملکیت کے تحفظ کو یقینی بناتی ہو۔
- عالمی خواندگی کے فروغ اور اپنے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کے لئے تعلیمی انقلاب کا آغاز کرنا۔
- تمام شہریوں کے لئے حفظان صحت کی کافی سہولیات کی دستیابی کو یقینی بنانا۔
- ملازمت کے زیادہ مواقع پیدا کرنے اور غریبوں کو اثاثوں کی ملکیت فراہم کرنے کی پالیسوں کے اہداف کے ذریعے غربت کے خاتمے کو اعلیٰ ترجیح دینا۔

- میرٹ پر مبنی ایک ایسا نظام جو سب، خصوصاً مزدوری کرنے والے طبقات، کے لئے ملازمت کے مساوی مواقع اور سماجی حلقوں میں پذیرائی کے مواقع فراہم کرے۔
- ایک ایسا ماحول پیدا کرنا جو نجی شعبے کی حوصلہ افزائی کرے اور دولت کمانے اور ملازمت کے زیادہ مواقع پیدا کرے۔
- سادہ زندگی گزارنے اور سادہ طرز زندگی اپنانے کی مثال پیدا کرتے ہوئے وی آئی پی کلچر کا خاتمہ۔
- ایسے کالے قوانین کا خاتمہ جو پولیس یا اداروں کو کسی جانچ پڑتال کے بغیر بے انتہا طاقت سے نوازتے ہوں یا جو شہریوں کے حقوق کو محدود کرتے ہوں۔
- خود انحصاری پر مبنی ایک ایسی پالیسی جو بیرونی امداد پر انحصار نہ کرتی ہو۔
- خطے میں امن کا فروغ اور دوست ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط بنانا۔

شہریوں کے نقطہ نظر سے سوالات کے نمونے

- جدید اسلامی جمہوریہ۔ جدید اسلامی جمہوریہ کس اصطلاح کی نشان دہی کرتی ہے؟ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اسلام کی ایک نئی شکل متعارف کروائی جائے گی؟ کیا یہ جمہوریہ اسلام کا ایک مناسب معاشی نظام اپنائے گا؟
- کیا زکوۃ کے نظام کو باقاعدہ بنایا جائے گا؟ اسے کیسے باقاعدہ بنایا جائے گا؟
- 'حکومت اور عوام کے درمیان بھروسے کا ایک نیا رشتہ قائم کرنے' سے آپ کی کیا مراد ہے؟ کیا یہ رشتہ کرپشن کو ۹۰ دن میں ختم کرنے کے بعد استوار ہوگا؟
- 'قابل اعتبار نئی قیادت'۔ لفظ قابل کس بات کی نشان دہی کرتا ہے؟
- 'کام کی خود مختاری' سے کیا مراد ہے؟ کیا یہ صوبائی خود مختاری سے مختلف ہے؟ کیسے؟
- 'حقیقی آزاد ریاست'؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بین الاقوامی کمیونٹی سے کوئی تعلقات نہیں رکھیں گے؟ کیا ہماری خود انحصاری اتنی ہوگی کہ ہمیں بین الاقوامی کمیونٹی کی کوئی مدد درکار نہ ہو؟
- کیا پی ٹی آئی احتساب کے لئے کوئی نیا ادارہ قائم کرے گی؟ وہ کس طرح خود مختاری اور آزادی کو یقینی بنائے گا؟
- کیا پارٹی نے کوئی ڈرافٹ تعلیمی پالیسی تیار کر رکھی ہے؟ اگر کوئی ہے تو وہ اسے میڈیا میں شائع کیوں نہیں کیا جاتا تاکہ ہم جان سکیں کہ یہ تعلیمی انقلاب کس طرح برپا ہوگا؟

الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) کا ضابطہ اخلاق

الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) نے آئندہ عام انتخابات کے لئے ۲۶ جون ۲۰۱۲ کو ایک ضابطہ اخلاق جاری کیا تھا۔ اس ضابطہ اخلاق میں سزائیں تجویز کی گئی ہیں جو اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کی نااہلی کی وجہ بن سکتی ہیں۔ سپریم کورٹ نے الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) کو بااختیار بنانے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ انتخابی عمل بڑے پیمانے پر کرپشن کے خلاف ایک درخواست پر ۸ جون ۲۰۱۲ کو اپنا فیصلہ سناتے ہوئے، سپریم کورٹ نے ای سی پی کو اجازت دی تھی کہ وہ اپنے قواعد نافذ کرے اور ان پر عمل درآمد کی نگرانی کرے۔[35]

ترمیم شدہ ضابطہ اخلاق ان نئے قواعد کی تشریح کرتا ہے جنہیں پہلے کی نسبت زیادہ سخت تصور کیا جارہا ہے۔ مثال کے طور پر، ای سی پی نے انتخابی مہم میں صرف ۱.۵ ملین روپے خرچ کرنے کی اجازت دی ہے، جسے ایک الگ بینک اکاؤنٹ میں رکھا جائے گا اور اس سے ای سی پی کو آگاہ کیا جائے گا۔[36]

نیا ضابطہ ایک پیشہ ور کیمرہ مین پر مشتمل ایک تین رکنی ٹیم تعینات کرنے کی تجویز دیتا ہے۔ یہ ٹیم صوبائی الیکشن کمیشن کو جواب دہ ہوگی اور مقامی انتظامیہ ہر حلقے میں ہر ٹیم کے تحفظ کی ذمہ دار ہوگی۔ ای سی پی نے، اس نئے کوڈ کے ذریعے، نگران ٹیم کے جانب سے خلاف ورزی کا الزام لگنے کی صورت میں امیدوار کے لئے تین سال کی قید اور اس کے ساتھ ۵،۰۰۰ روپے تک جرمانہ کی سزا تجویز کی گئی ہے۔ ان سب سے اہم یہ کہ، الیکشن کمیشن نے کسی بھی خلاف ورزی کا مرتکب پائے جانے والے امیدواروں کے لئے نااہلی بھی تجویز کی ہے۔[37]

سوائے انتخابی جلسوں کے، طویل فاصلے کے کاروں کے جلوس، وال چاکنگ اور لاؤڈ اسپیکرز کے استعمال پر پابندی لگادی گئی ہے۔ پرنٹ میٹریل کے سلسلے میں دو ضرب تین فٹ کا ایک پوسٹر، ہورڈنگ کے لئے تین ضرب پانچ فٹ، بینرز کے لئے تین ضرب نو فٹ اور لیف لیٹس کے لئے نو ضرب چھ انچ کے سائز تجویز کئے گئے ہیں۔ سیاسی پارٹیوں اور ان کے امیدواروں سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنے جلسوں کے شیڈولز سے مقامی انتظامیہ کو کم از کم ایک ہفتہ قبل آگاہ کریں۔ امیدواروں اور ان کے حامیوں کو ووٹرز کے، سوائے خود ان کے یا ان کے خاندان کے ارکان کو لے جانے سے روک دیا گیا ہے۔ ای سی پی نے حساب لگایا ہے کہ انتخابات سے متعلق تمام سرگرمیاں جیسا کہ انتخابی مہم اور پولنگ وغیرہ کی اس کے نمائندوں کی جانب سے نگرانی کی جائے گی اور کسی سیاسی پارٹی کو کسی پولنگ اسٹیشن کے ۴۰۰ گز کے اندر اندر پارٹی دفاتر قائم کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

انتخابی کوریج کے لئے معیار

FIRM انڈویجوئل لینڈ پاکستان کا خود حاصل کردہ ایک تصور ہے۔ یہ ایک آزاد، بے باک اور ذمہ دار میڈیا کی نشان دہی کرتا ہے۔ یہ ایک اور پس منظر کے ذریعے میڈیا کا جائزہ لینے کا ایک عمل ہے۔ بیرونی اور اس کے ساتھ اندرونی دباؤ سے آزاد ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے اصولوں کے ساتھ مقصدیت اور ایمان داری کے ساتھ خبریں پھیلانے کے لئے اس کے اصولوں کی حمایت میں ثابت قدم میڈیا کھڑا ہے۔

اس تصور کے لئے چنے گئے اور منتخب کئے گئے معیار کو پیشہ ورانہ صحافت کے بنیادی اصولوں اور خبریت کے عناصر کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان میں مقصدیت، غیر جانبداری، شفاف رسائی وغیرہ شامل ہیں۔

---

35. الیکشن کمیشن نے نئے، زیادہ سخت قواعد جاری کردیئے۔ دی ایکسپریس ٹریبیون۔ جون 28، 2012۔ http://tribune.com.pk/story/400297/election-commission-issues-new-tougher-rules/ سے آن لائن حاصل کئے گئے۔ حاصل کرنے کی تاریخ: اکتوبر 22، 2012۔

36. ایضاً۔

37. ایضاً۔

یہ بات نوٹ کی جانی چاہیئے کہ حتمی طور پر خبر کو استعمال کرنے والے اور وصول کرنے والے، شہری ہیں، دوسرے لفظوں میں میڈیا کے صارفین ہیں۔ میڈیا جو کچھ بھی چھاپتا یا شائع کرتا ہے، اس کا شہریوں پر اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ یہ ضروری ہے کہ رپورٹنگ کرتے ہوئے صارفین کے نقطہ نظر کو حتی الامکان ترجیح دی جانی چاہیئے۔ اس سیکشن میں جن معیاروں پر تبادلہ خیال کیا گیا ہے، وہ دراصل پیشہ ورانہ صحافت، خبر کی اہمیت اور صارفین کے نقطہ نظر کا نچوڑ ہیں۔

اس جاری سیکشن میں، ہم ان معیاروں پر تبادلہ خیال کرنے جا رہے ہیں جن کو میڈیا کی جانب سے انتخابات کی کوریج کے دوران ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ مقصد، جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، ذمہ دار رپورٹنگ کے ذریعے شہری کو مطلع رکھنا اور جانی پہچانی ترجیحات طے کرنے میں ان کی مدد کرنا، اور انتخابی مشاہدین اور سول سوسائٹی کے ساتھ انتخابات کی نگرانی کے عمل میں مدد دینا بھی ہے۔ انتخابی کوریج کے دوران اپنائے گئے اصول، جو ہماری اشاعت بعنوان ''FIRM کے بارے اور اس کے لئے ہینڈ بک'' میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ ان میں درج ذیل شامل ہیں:

- مقصدیت
- شفافیت
- عوام کو جواب دہی
- سچائی
- درستگی

ہم ان اصولوں پر انحصار کرنے اور پاکستانی تناظر میں میڈیا کی جانب سے انتخابات کی نگرانی اور کوریج پر تبادلہ خیال کرنے جا رہے ہیں۔

میڈیا کی جانب سے انتخابات کی کوریج سے پہلے اور بعد

بعد از انتخابات کوریج	انتخابات کے دن کوریج	قبل از انتخابات کوریج
■ نتائج کا گہرا تجزیہ	■ انتخابات کے طریقہ کار کی نگرانی	■ مہم کی کوریج
■ انتخابی عمل میں مسائل کی نشاندہی	■ نتائج کی رپورٹنگ	■ نفرت انگیز تقریر کی نگرانی
	■ متوازن کوریج	■ ووٹر کی تعلیم
	■ درستگی اور درست وقت پر	■ ضابطہ اخلاق کی نگرانی
	■ ریاستی میڈیا کی نگرانی	■ تمام متعلقین کو منصفانہ رسائی

ا۔ غیر جانب داری

’’یہاں تک کہ اگر ہمیں بالکل یقین ہے ایک طرف صحیح ہے اور دوسری جانب غلط، جو کچھ ہو رہا ہے اس کے بارے میں لازمی طور پر ہمارا ذہن کھلا اور ایماندار ہونا چاہیئے۔‘‘

جان سمپسن، ایڈیٹر بی بی سی عالمی حالات[38]

صحافیوں سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے سیاسی خیالات اور تعلقات کو ایک طرف رکھتے ہوئے غیر جانب دارانہ انداز میں انتخابات کے بارے میں رپورٹ کریں گے۔[39]

- غیر جانب داری نہ صرف انتخابات کے دوران ذمہ دارانہ رپورٹنگ کے لئے بہت اہم ہے، بلکہ صحافی کی حفاظت اور تحفظ کو بھی یقینی بناتی ہے۔ پاکستان کے کیس میں اور خصوصاً ملک کے اندر تنازعات کا شکار علاقوں کے سیاق وسباق میں، صحافیوں کو تحفظ کے مسائل اور ان پر مخالف پارٹیوں کی جانب سے تعصب کا لیبل لگتے ہوئے، ان کی ذاتی حفاظت کو خطرات درپیش رہے ہیں۔[40] جیسا کہ انتخابی عرصے کے دوران سیاسی شعبوں کے جذبات بھڑ کے ہوئے ہوتے ہیں اور سیاسی اختلافات کبھی کبھار تشدد میں بدل جاتے ہیں، لہٰذا ایسی صورت حال میں میڈیا ووٹرز اور سیاسی پارٹیوں کو معلومات فراہم نہیں کر پائے گا، لیکن کسی پر تشدد تنازعے سے پیدا ہونے والی صورت حال کو بھی روکنے کی کوشش کرے گا۔ یہاں ایک صحافی چشتی مجاہد کی مثال کا حوالہ دیا جاسکتا ہے، جنہیں ۲۰۰۷ کے دوران بلوچستان میں ایک باغی گروپ نے قتل کر دیا تھا۔ ان کی ایک بلوچ رہنما کی موت کے بارے میں خبر غلط طور پر شائع ہوگئی تھی، جسے ایک مخصوص گروپ نے اپنے خلاف تعصب پر مبنی تصور کیا تھا۔[41]

- جب کسی رپورٹر کا زور کسی مخصوص پارٹی یا امیدوار کی تنقید یا تعریف پر ہوتا ہے، جو انتخابات کی کوریج اور نگرانی کا ایک حصہ ہے، تو اسے تعصبی کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے انتخابات کے دوران رپورٹنگ اور کوریج پر خود اپنا ایجنڈا مسلط کیا ہوا ہے، جو صحافیوں کو غیر جانب داری اور تفصیلی رپورٹنگ کرنے سے باز رکھتا ہے۔[42] خبر کو ایک ایسا رنگ دیا جاتا ہے، جو کسی مخصوص سیاسی حلقوں کو متاثر کرتی ہے۔ زبان، لہجہ اور انتسابات کسی رپورٹ کو متوازن رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ ہر خبر میں کئی پہلو ہوتے ہیں اور صحافیوں کو ایک متوازن خبر تیار کرنے کے لئے ہر پہلو کو اس رپورٹ میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ ۲۰۰۸ کے انتخابات کے دوران، لاڑکانہ کے ایک پولنگ

---

38. سمپسن، جے۔ عراق میں جنگ کی رپورٹنگ۔ بی بی سی کی اندرونی صحافت۔ ستمبر 27، 2012 کو حاصل کیا گیا۔ http://www.bbc.co.uk/worldservice/specials/1536_impartiality/page2.shtml سے حاصل کیا گیا۔
39. یونیسکو & رائٹرز فاؤنڈیشن۔ 2012۔ میڈیا اور انتخابی عمل۔ http://webworld.unesco.org/download/fed/iraq/english/media_elections_en.pdf سے حاصل کیا گیا۔
40. انڈویجوئل لینڈ پاکستان۔ 2012۔ پاکستان کے تنازعاتی علاقوں میں صحافت۔ http://www.individualland.com/index.php?option=com_rokdownloads&view=file&Itemid=157 سے حاصل کیا گیا۔
41. انڈویجوئل لینڈ پاکستان۔ 2012۔ ایک صارف کے تناظر میں انگریزی میڈیا کا تجزیہ۔ اسلام آباد: انڈویزول لینڈ پاکستان۔
42. رحمت، اے۔ & خان، اے۔ 2010۔ اصلاحات کے لئے منتخب کرنا: پاکستانی میڈیا مقامی انتخابات کی رپورٹنگ کے مسائل اور ان کے حل کی نشان دہی کرتا ہے۔ انٹرمیڈیا۔ http://intermedia.org.pk/pdf/Mappingper_cent20Pakistaniper_cent20Mediaper_ cent20Coverageper_cent20ofper_cent20Electoralper_cent20Issues.pdf سے حاصل کیا گیا۔

اسٹیشن پر پیش آنے والے ایک واقعے سے ایک مخصوص مثال کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ بڑی سیاسی پارٹیوں کے مقبول اور اہم مقابل امیدوار درشت الفاظ کا تبادلہ کرتے ہیں، جو جھگڑا شروع ہونے اور پولنگ کا عمل عارضی طور رک جانے کا سبب بنتا ہے۔ تاہم، میڈیا ایسی صورت میں خراب صورت حال پیدا ہونے میں رکاوٹ پیدا کرتے ہوئے با مقصد رپوٹنگ پر ڈٹا رہتا ہے۔

- ایڈیٹوریل پالیسیاں اور نیوز ڈیسک اور رپورٹرز کے درمیان موجود رابطے کا فقدان، ایک ایسی صورت حال پیدا کرتا ہے جہاں میڈیا پر تعصبی ہونے اور مخصوص مفاد پرست ٹولوں کا ہمنوا ہونے کا الزام لگ جاتا ہے۔ ایسی صورت حال سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انتخابات کے دوران میڈیا ایسے مبالغہ آمیز بیانات دینے سے گریز کرے، جو غیر ضروری طور پر کسی مخصوص پارٹی، امیدوار یا حلقے کی کامیابیوں، ناکامیوں یا اہمیت بیان کرتے ہوں۔ جامع بیانات جیسا کہ شرمناک شکست، ووٹروں نے فیصلہ کر لیا یا پارٹی نے مینڈیٹ حاصل کر لیا، وغیرہ سے لازمی طور پر پرہیز کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ، صحافیوں اور رپورٹروں کو کسی سیاسی تحریک سے وابستہ نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ہی کسی سیاسی مہم میں شرکت کرنی چاہیئے، کیوں کہ اس طرح ان کی پیشہ ورانہ ساکھ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔[43] جون ۲۰۱۲ میں ''میڈیا گیٹ'' کے دوران ایسی وابستگی کے نتائج واضح تھے۔ ایک پروگرام کے دوران ایک بڑی کاروباری شخصیت اور معروف صحافیوں کے درمیان لیک ہو جانے والی آف–ایئر گفتگو، اور پھر اس کے بعد ۱۹ ناموں پر مشتمل صحافیوں کی فہرست کا منظر عام پر آنے سے، جو مبینہ طور پر اس بڑی کاروباری شخصیت کے تنخواہ دار تھے، میڈیا کی ساکھ متاثر ہوئی۔[44]

۲۔ منصفانہ رسائی

انتخابات کے دوران الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا تک رسائی کے مساوی مواقع بہت اہم ہیں۔ ہر پارٹی، ہر مکتبہ فکر یا متعلقین کو میڈیا کی جانب سے برابر کوریج دی جانی چاہیئے۔[45] منصفانہ رسائی اور غیر جانبداری تک رسائی اعزازی اور ایک دوسرے سے مشترک ہیں، کیوں کہ دونوں کا تعلق سیاسی پارٹیوں اور مسائل کو برابر اور منصفانہ کوریج فراہم کرنے سے ہے۔ میڈیا کے اداروں کو پارٹی کی مہموں اور بہت سے انتخابی مسائل پر ان کی نقطہ نظر کے سلسلے میں متوازی رپورٹنگ فراہم کرنی چاہیئے۔

- کسی ایک حصے کو زیادہ جگہ دینا اور کسی ایک مخصوص مسئلے پر توجہ دینا نہ صرف دیگر متعلقین کو اپنے نقطہ نظر کو پیش کرنے سے روکے گا بلکہ میڈیا پر بھی متعصب ہونے کا الزام لگ جائے گا۔ مختلف مطالعوں اور ریسرچ سے بھی یہی ظاہر ہوا ہے کہ میڈیا کی جانب سے تفصیلی طور پر کور کئے گئے مسائل، ووٹرز کے لئے ترجیحی مقام حاصل کرتے ہیں۔[46] میڈیا کس طرح کسی مخصوص مسئلے پر توجہ دیتا ہے اور اس کو اچھالتا ہے کی ایک مناسب مثال چنیوٹ پولیس کی جانب سے تشدد کا واقعہ ہے، جسے میڈیا سامنے لے کر آیا اور تشدد کا یہ مسئلہ مجرمانہ انصاف کے نظام میں اس وقت کا ایک بڑا مسئلہ بن گیا۔ اس کے نتیجے میں تشدد کرنے کے اس واقعے پر ایک بحث ہوئی اور متعلقہ حکام پر کارروائی کے لئے دباؤ بھی

43. ہووارڈ، آر۔ 2004۔ میڈیا اور انتخابات: انتخابات کی رپورٹنگ کے بارے میں ایک ہینڈ بک۔ انسٹی ٹیوٹ برائے میڈیا، پالیسی اور سول سوسائٹی (IMPACS)۔ کینیڈا: تھنڈر برڈ پریس۔

44. نذیر، زیڈ۔ 2012۔ میں ملک ریاض کے خلاف عدالت جاؤں گی – مہر بخاری۔ آج نیوز۔ جون 15، 2012۔ http://www.aaj.tv/2012/06/i-will-go-to-court-against-malik-riaz-mehar-bukhari/۔

45. نجیب، ایم۔ این۔ 2007۔ تبدیلی کے لئے رپورٹنگ: انتخابات کور کرنے والے صحافیوں کے لئے ایک ہینڈ بک۔ اسلام آباد: انٹرمیڈیا۔

46. یاسر، این۔ محسود، ایم۔ این۔ & چوہدری، آئی۔ اے۔ 2011۔ ووٹنگ کے بارے میں الیکٹرانک میڈیا کے سیاسی مواد کی نمائش کے اثرات۔ برکلے جرنل آف سوشل سائنسز، جلد 1، شمارہ 4۔ اپریل 2011۔

ڈالا گیا۔[47]

- کثرت الوجود کو میڈیا نے فروغ دینا ہوتا ہے، جسے منصفانہ اور متوازن کوریج کے ذریعے ہی پورا کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، انتخابات کے دوران، میڈیا کی بنیادی ذمہ داری ووٹرز کو معلوماتی ترجیحات طے کرنے میں مدد کرنا ہے جو صرف اسی صورت ممکن ہے جب میڈیا شہریوں کو، ہر سیاسی جماعت کے خیالات کے بارے میں ایک جامع تصویر فراہم کرے۔ نہ صرف دی جانے والی جگہ اور ایئر ٹائم متوازن ہونا چاہیئے، بلکہ کوریج کا معیار بھی منصفانہ ہونا چاہیئے۔ کسی مخصوص پارٹی یا امیدوار کو بے جا اہمیت نہیں دی جانی چاہیئے، جب کہ کوریج کے لئے استعمال کی جانے والی زبان اور لہجہ متعصب نہیں ہونا چاہیئے۔ مثال کے طور پر، جنوبی افریقہ میں نشریات کا وقت قانون ساز اسمبلی میں امیدواروں کی تعداد اور رائے کے لئے کئے جانے والے انتخابات کی بنیاد پر مختص کیا جاتا ہے۔[48] پاکستان میں عدالت عظمٰی نے ستمبر ۲۰۱۲ میں ایک عشرے پرانا کیس سنا ہے، جس میں ریاست کے ملکیت میں ٹیلی وژن سے سیاسی پارٹیوں کو مختص کئے جانے والے وقت کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ چھوٹی پروگرام کمیٹی مواد کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے، جب کہ اسے حکومت کے ذریعے عوامی خزانے سے فنڈ کیا جاتا ہے۔[49]
- یہاں اس بات کا ذکر بھی بے جا نہ ہوگا کہ ممنوعہ تنظیموں اور گروپوں کے کیس میں، وہ انتخابات میں حصہ نہیں لے سکتے اور نہ ہی قانون کے تحت ان کی کسی میڈیا کوریج کی اجازت ہے۔ منصفانہ رسائی کے ساتھ ذمہ داری بھی نبھانا پڑتی ہے اور یہ میڈیا کی ایسے گروپوں کی سرگرمیوں کو کوریج سے باز رہنے میں رہنمائی کرتی ہے۔ میڈیا میں دفاع پاکستان کونسل، جس میں ممنوعہ جنگجو گروپس شامل ہیں، ایسی ہی ایک مثال ہے۔[50]

۳. برمحل/ بروقت

یہ تیز اور بروقت معلومات کا دور ہے اور عوام یہ امید کرتے ہیں کہ میڈیا اس پر پورا اترے گا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نجی شعبے کا الیکٹرانک میڈیا کی رسائی دور دور تک ہو رہی ہے اور برمحل/ بروقت ہونا الیکٹرانک میڈیا کی جانب سے اتنی زیادہ مقبولیت حاصل کرنے کی ایک وجہ ہے۔ لوگ شائع ہو کر نکلنے والے ورژن کی بجائے فوری اور درست معلومات حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں۔ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا بھی لوگوں کی دلچسپی کا باعث ہیں، جہاں عوام زیادہ تیزی سے معلومات حاصل کر سکتے اور پھیلا سکتے ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ کسی مخصوص خبر کے انتظار میں پورے بلیٹن کے دوران بیٹھے رہنے کی بجائے اپنی مرضی کی معلومات تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

- میڈیا، خصوصاً الیکٹرانک اور سوشل میڈیا، نتائج رپورٹ کر سکتا ہے، تازہ ترین واقعات پیش کر سکتا ہے، چیلنجوں اور مسائل پر روشنی ڈال سکتا ہے، کسی تاخیر کے بغیر سیاسی پارٹیوں اور ووٹروں کے خیالات پیش کر سکتا ہے۔ رپورٹرز

---

47. دی ایکسپریس ٹریبیون۔ 2010۔ سپریم کورٹ نے چنیوٹ پولیس تشدد کیس نمٹا دیا۔ اپریل 13، 2010۔ http://tribune.com.pk/story/6001/sc-disposes-chiniot-police-torture-case/ سے حاصل کیا گیا۔
48. ACE: دی الیکٹورل نالج نیٹ ورک۔ 2012۔ سیاسی پارٹیوں کے لئے مساوی (یا منصفانہ) رسائی؟ حاصل کیا گیا: ستمبر 04، 2012۔ http://aceproject.org/main/english/me/mec04a03.htm سے حاصل کیا گیا۔
49. دی نیوز انٹرنیشنل۔ 2012۔ سپریم کورٹ نے ریاستی ٹی وی سے پالیسی کے بارے میں بیان طلب کر لیا۔ ستمبر 26، 2012۔ http://www.thenews.com.pk/Todays-News-13-17739-SC-seeks-statement-on-policy-of-state-run-TV سے حاصل کیا گیا۔
50. تنویر، آر۔ 2012۔ حافظ سعید نے امریکہ کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ اپریل 06، 2012۔ http://tribune.com.pk/story/360667/difa-e-pakistan-activists-protest-us-bounty-on-hafiz-saeed/ سے حاصل کیا گیا۔

واقعات کی براہ راست رپورٹنگ کرتے ہوئے ریلیوں، جلوسوں میں حاضر ہوسکتے ہیں، پارٹی دفاتر اور پولنگ اسٹیشنز وزٹ کر سکتے ہیں۔ مئی ۲۰۱۲ میں ڈیرہ غازی خان کے حلقوں پی پی ۲۴۳ اور پی پی ۲۴۵ کے ضمنی انتخابات کے دوران انتخابی عمل میں سیاسی پارٹیوں کی جانب سے کی جانے والی بے قاعدگیاں میڈیا کی موجودگی کی وجہ سے سامنے آئیں۔[51]

- پھر بھی یہ بات اہم ہے کہ ڈیڈلائنز پر پورا اترنے کے لئے مقصدیت کو ایک طرف نہیں رکھا جا سکتا۔ کسی بھی ایسی رپورٹ کو شائع کرنا یا نشر کرنا جس کی صداقت کی کئی ذرائع سے پہلے سے تصدیق نہ کی گئی ہو، سخت کشیدگی کے ماحول میں غلط فہمیاں پیدا کرسکتا ہے۔ معلومات کو تصدیق کئے بغیر آگے نہیں پھیلانا چاہیئے اور میڈیا کو حساس معلومات کے لئے خود سنسر شپ کا اصول اپنانا چاہیئے۔ با اعتبار اور بروقت ہونے کا خیال ساتھ ساتھ رکھنا چاہیئے جبکہ صرف درست معلومات کو رپورٹ کرنا چاہیئے۔ پاکستانی میڈیا نے جولائی ۲۰۱۲ میں رپورٹ کیا تھا کہ اس وقت کے امریکی سفیر نے، بظاہر ایک خفیہ خط میں، کسی مخصوص پارٹی کے جیتنے کی پیش گوئی کی ہے۔ اس خبر کے لئے بظاہر کوئی ٹھوس ذریعہ نہیں بتایا گیا تھا، جس کی صحت سے اس سفیر نے بعد ازاں انکار کر دیا تھا۔[52]

۴۔ نتائج کی رپورٹنگ

رپورٹنگ میں بروقت ہونا ایک متوازن خبر کی رپورٹ کی اہم ترین علامات میں سے ایک ہے۔ میڈیا کو تجارتی بنیادوں پر چلانا کبھی کبھار نیوز رپورٹرز کو واقعات سے جلد سے جلد ممکن رپورٹ دینے پر مجبور کرتا ہے۔ اسی طرح، کچھ رپورٹرز اپنے اخبار یا ٹی وی چینل کی جانب سے دباؤ کی وجہ سے انتخابات کے نتائج وقت سے پہلے ہی پیش کرنے کا رجحان رکھتے ہیں۔ یہ صورت حال کبھی کبھار دھینگا مشتی اور تشدد کی وجہ بھی بن جاتی ہے۔

- نتائج کی یہ قبل از وقت رپورٹنگ پیچیدگیوں اور یہاں تک کہ تشدد کی وجہ بن سکتی ہے۔ اگر نتائج کا اعلان پولنگ کا وقت ختم ہونے سے قبل ہی کر دیا جائے، تو یہ ووٹرز کی ترجیح پر بھی اثر انداز ہوسکتا ہے۔ اس صورت حال سے بچنے کے لئے، کچھ ممالک میں انتخابات کے نتائج کا میڈیا پر اعلان کرنے کے لئے کچھ قواعد و ضوابط تشکیل دیئے گئے ہیں۔[53] یہ مسئلہ زیادہ تر الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر زیادہ عام ہے، جہاں کسی تاخیر کے بغیر معلومات اپ ڈیٹ کر دی جاتی ہیں۔ حالانکہ اگر ادھورے یا عارضی نتائج کا اعلان کرنا پڑے، تو اس کے لئے موزوں ذرائع کا ذکر کرنا چاہیئے۔

- درست نتائج کی رپورٹنگ کے علاوہ، میڈیا کو ووٹنگ کے نتائج کا تفصیلی تجزیہ کرنے پر بھی توجہ دینی ہوگی۔ اس تجزیئے میں نہ صرف کسی پارٹی کی جانب سے حاصل کی جانے والی سیٹوں کی تعداد، بلکہ ووٹوں کی تعداد کا ایک تقابلی جائزہ بھی

---

51. پاکستان ٹوڈے۔ 2012۔ پی ایم ایل-ن، پی ایم ایل-ق نے 'دھاندلی' والے ضمنی انتخابات میں ایک ایک سیٹ جیت لی۔ مئی 08، 2012۔ http://www.pakistantoday.com.pk/2012/05/08/news/national/pml-n-pml-q-win-one-each-in-per_centE2per_cent80per_cent98riggedper_centE2per_cent80per_cent99-by-polls/ سے حاصل کیا گیا۔
52. رضوان، ایم۔ 2012۔ عام انتخابات: منٹر پی ٹی آئی کی جیت کی پیش گوئی سے منحرف ہوگئے۔ دی ایکسپریس ٹریبیون۔ جولائی 25، 2012۔ http://tribune.com.pk/story/412740/general-elections-munter-denies-predicting-ptis-victory/ سے حاصل کیا گیا۔
53. ٹرنر، سی۔ 2011۔ کینیڈینز کی جانب سے سوموار کے انتخابات سے پہلے سوشل میڈیا کو استعمال کرتے ہوئے انتخابی نتائج پر پابندی کے خلاف احتجاج۔ ٹیک چینج۔ اپریل 29، 2011۔ http://techchange.org/2011/04/29/canadians-protest-election-results-ban-using-social-media-ahead-of-monday-polls/ سے حاصل کیا گیا۔

شامل ہونا چاہیئے۔ ممکن ہے کسی ایک پارٹی نے اپنے مخالفین کی نسبت زیادہ انفرادی ووٹ حاصل کئے ہوں، لیکن اس کے نتیجے میں آبادی کی تقسیم کی وجہ سے اسے زیادہ سیٹیں نہ مل سکی ہوں۔ اس سے متعلق ایک نمونہ الیکشن کمیشن کی جانب سے ۲۰۰۸ میں منعقد ہونے والے انتخابات کے بارے میں جمع کئے گئے اعداد وشمار سے لیا جا سکتا ہے، جہاں پاکستان مسلم لیگ قائداعظم (پی ایم ایل-ق) نے پاکستان مسلم لیگ نواز (پی ایم ایل-ن) کی نسبت زیادہ ووٹ لئے لیکن حاصل کردہ سیٹوں کے اعتبار سے وہ پی ایم ایل-ن سے بہت پیچھے تھی۔[54]

- یہ بات اہم ہے کہ شہریوں کو بھی یہ بتایا جائے کہ ووٹنگ کس طرح انجام پائی اور حاصل ہونے والے نتائج کی مختلف جہتیں کیا تھیں۔ نتائج کی رپورٹنگ میں معیاری اور عددی دونوں طرح کے تجزیئے شامل ہونے چاہیئں، جن میں جیت کی جانب گامزن امیدوار کی جانب سے حاصل کردہ ووٹوں کی صحیح تعداد، اس حلقے میں موجود پولنگ اسٹیشنوں کی تعداد، ووٹرز کی آبادیوں، پولنگ کے عمل کا طریقہ کار وغیرہ فراہم کئے جانے چاہیئں۔

۵. پارٹیوں اور امیدواران کا رویہ

انتخابات کی کوریج کے دوران، میڈیا کو چاہیئے کہ وہ الیکشن کمیشن کی جانب سے تیار کردہ ضابطہ اخلاق پر سیاسی پارٹیوں اور امیدواروں کی جانب سے ردعمل کی بھی نگرانی کرے۔ پارٹیوں کی جانب سے متوقع اور اصل رویئے کے درمیان موازنہ بھی ووٹرز کی سامنے پیش کیا جانا چاہیئے۔

- کسی بھی پارٹی کے امیدوار کی جانب سے ضابطہ اخلاق سے متعلق کسی بھی خلاف ورزی کو نمایاں کیا جانا چاہیئے۔ اس کے نتیجے میں سیاسی پارٹیوں اور ان کے امیدواروں پر بھی دباؤ بڑھے گا کہ وہ الیکشن کمیشن کے قواعد وضوابط پر عمل در آمد کریں۔ ۲۰۰۸ کے گزشتہ عام انتخابات میں، یہ رپورٹ کیا گیا تھا کہ تمام بڑی پارٹیوں نے ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کی تھی۔ سیاسی پارٹیوں کے حامیوں نے کھلم کھلا اسلحے کی نمائش کی، امیدواروں نے اپنی ریلیوں میں گندی زبان استعمال کی، کسی پیشگی اجازت کے بغیر نجی عمارتوں اور زمین کا استعمال بھی کیا گیا تھا۔[55]

- میڈیا کی جانب سے پارٹی اور انفرادی اثاثوں کے اعلان، مہم کے لئے پارٹی کے مالی وسائل، مہم پر ہر پارٹی کے اخراجات اور غیر اخلاقی سرگرمیوں سے پرہیز کی نگرانی کی جانی چاہیئے۔ ایک ایسی مثال پنجاب سے ایک سیاسی شخصیت کے کیس میں دیکھی جا سکتی ہے، جس میں انہوں نے ایک قیمتی گاڑی حاصل کی جب کہ ان کے مالی حسابات میں اس پر خرچ کے لئے استعمال کئے جانے والے ذریعے کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ یہ صورت حال میڈیا نے اثاثوں کے غلط اعلان کے طور پر نمایاں کی۔[56]

- جیسا کہ تمام شہریوں کو انتخابی ضابطہ اخلاق اور اس کی اہمیت کے بارے میں حساس بنایا جائے گا، وہ بالآخر انتخابی اصلاحات کا بھی مطالبہ کریں گے۔ اس قسم کی معلومات پیش کرنا الیکشن کمیشن، دیگر سرکاری اداروں اور الیکشن کے

---

54. ڈیلی ٹائمز۔ 2008۔ پی پی پی، پی ایم ایل-ق نے زیادہ تر ووٹ حاصل کئے۔ فروری 26، 2008۔ http://www.dailytimes.com.pk/default.asp?page=2008per_cent5C02per_cent5C26per_cent5Cstory_26-2-2008_pg1_3 سے حاصل کیا گیا۔

55. وسیم، اے۔ 2008۔ تمام بڑی پارٹیاں ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کر رہی ہیں: رپورٹ۔ ڈان۔ فروری 02، 2008۔ http://archives.dawn.com/2008/02/02/nat3.htm سے حاصل کیا گیا۔

56. چیمہ، یو۔ 2011۔ قادر گیلانی کو لینڈ کروزر خریدنے پر مصیبت کا سامنا ہو سکتا ہے۔ فروری 22، 2011۔ http://www.thenews.com.pk/todays-news-13-4145-qadir-gilani- سے حاصل کیا گیا۔

طریقہ کار سے منسلک عدالتوں کے کام میں بھی مددگار ہوگا۔ اس سلسلے میں ایک متعلقہ مثال ایک ایسا واقعہ ہے جس میں اندرون سندھ سے تعلق رکھنے والی ایک سیاسی امیدوار نے ایک پولنگ اہل کار کو تھپڑ مارے، جسے میڈیا نے نمایاں کیا اور الیکشن کمیشن اور عدالت عظمٰی نے اس کا نوٹس لیا۔ [57]

٦. ایک سے زائد ذرائع

نہ صرف انتخابات کے دوران بلکہ کسی بھی دیئے گئے وقت پر میڈیا کو چاہیئے کہ وہ موصول ہونے والی رپورٹوں کی مختلف یا ایک سے زائد ذرائع سے، تصدیق کرے۔ یہ ذرائع انفرادی لوگ یا دستاویزات ہوسکتی ہیں، لیکن یہ قابل اعتبار اور اس قابل ہونے چاہیئں کہ وہ رپورٹوں کی تصدیق کرسکیں یا انہیں مسترد کرسکیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، انتخابات کے دوران لوگوں کے جذبات بہت زیادہ حساس ہوتے ہیں، لہٰذا تصدیق اور ایک سے زائد ذرائع سے کراس چیکنگ کے بغیر کی گئی رپورٹنگ پیچیدگیوں اور جذبات کو بھڑکانے کا سبب بن سکتی ہے، یہاں تک کہ میڈیا کے ادارے یا رپورٹر کی ساکھ کو تباہ کرسکتی ہے۔

- جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، عارضی یا نامکمل نتائج کا اعلان کرتے ہوئے ذرائع کا ذکر ضرور کرنا چاہیئے۔ ایک سے زائد اور قابل اعتبار ذرائع سے معلومات حاصل کرنے سے، نہ صرف رپورٹ کی ساکھ بہتر ہوگی بلکہ یہ متوازن بھی ہوگی، کیوں کہ اس میں ہر گروپ اور ہر فریق کے خیالات شامل ہوں گے۔
- یہاں تک کہ انتخابات کے دوران، متوقع نتائج اور بہت سے دیگر مسائل پر، تبصرہ اور تجزیہ بھی تصدیق شدہ اعداد و شمار پر مشتمل ہونا چاہیئے۔

۷. نفرت انگیز تقریر

میڈیا کے لئے مذہبی، فرقہ وارانہ یا نسلی اختلافات کے بھڑکانے سے پرہیز کرنے کے لئے خود سنسر شپ کی کسی سطح کا اطلاق کرتے ہوئے نفرت انگیز تقریر کی نگرانی، حوصلہ شکنی اور روک تھام کرنا اہم ہے۔

میڈیا کو مہم کے عرصے کی بڑے قریب سے نگرانی کرنے اور کسی کمیونٹی یا گروپ کے خلاف کسی بھی امیدوار کی جانب سے غیر موزوں الفاظ یا نفرت انگیز تقریر کی گہری نگرانی کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ انتخابی حکام موزوں کارروائی کرسکیں۔ ووٹرز کو نفرت انگیز تقریر کے نتائج کے بارے میں حساس بنایا جائے، کیوں کہ ایسا کرنے سے امیدواروں پر بھی دباؤ ہوگا کہ وہ انتخابی مہموں کے دوران ایسے منفی اظہار رائے سے باز رہیں اور ضابطہ اخلاق پر عمل کریں۔ مثال کے طور پر آل پاکستان سٹوڈنٹس ختم نبوت فیڈریشن نامی ایک گروپ نے فیصل آباد کے شہر میں احمدیہ کمیونٹی کے خلاف نیچ اور نفرت بھڑکانے والے پمفلٹ تقسیم کیئے۔ اس پمفلٹ میں احمدی صنعت کاروں، ڈاکٹروں اور معروف کاروباری افراد کی فہرست تھی اور لوگوں پر زور دیا گیا تھا کہ وہ ''ایسے لوگوں کو جہاد کے ایک عمل کے طور پر گولی مار دیں اور ایسے لوگوں کو ثواب کے طور پر قتل کردیں۔'' [58] یہ ایک اقلیت کے خلاف تشدد بھڑکانے کی یقینی کوشش تھی اور آزادی اظہار رائے کی آڑ میں اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ایسے

57. دی ایکسپریس ٹریبیون۔ 2012۔ ای سی پی نا اہلی: عدالت وحیدہ شاہ کی تمام درخواستوں کی یک جا سماعت کرے گی۔ جولائی 10، 2012۔ http://tribune.com.pk/story/405939/ecp-disqualification-court-to-hear-all-waheeda-shahs-pleas-as-one/ سے حاصل کیا گیا۔

58. اسلام۔ ایس۔ 2011۔ اقلیتوں کو نشانہ بنانا: فیصل آباد میں احمدیوں کا کوئی دوست نہیں۔ دی ایکسپریس ٹریبیون۔ جون 09، 2011۔ http://tribune.com.pk/story/185179/targeting-minorities-no-friend-to-ahmadis-in-faisalabad/ سے حاصل کیا گیا۔

حرکتیں ملک میں پہلے سے مراعات سے محروم کمیونٹی کے لئے خطرہ ہیں۔ میڈیا کو انتخابات کے دنوں میں کوئی کوریج نہیں دینی چاہیئے کیوں کہ ان دنوں میں کشیدگی پہلے ہی زیادہ ہوتی ہے۔

۸. صنفی نقطہ نظر

خواتین کے لئے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں ۱۷ فی صد کے قریب سیٹیں مختص ہیں، جب کہ چار (۴) سیٹیں اپر ہاؤس یا سینیٹ میں مختص ہیں۔[59] سماجی پابندیوں اور قدامت پسند ذہنی کیفیتوں کی وجہ سے، خواتین کی انتخابی عمل میں عملی شرکت کی نہ صرف حوصلہ شکنی کی جاتی ہے، بلکہ انہیں اپنے نمائندوں کو ووٹ دینے سے بھی باز رکھا جاتا ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ ضمنی انتخاب میں دیکھا گیا، جو نومبر ۲۰۱۱ میں کوہستان میں منعقد ہوا۔ سیاسی پارٹیوں کے مابین ایک غیر رسمی معاہدے کے بعد، عورتوں کو اپنے ووٹ کا حق دینے سے روک دیا گیا۔[60] اسی قسم کے واقعات فروری ۲۰۱۱ میں مردان اور میانوالی کے حالیہ ضمنی انتخابات کے دوران دیکھے گئے۔[61] فروری ۲۰۱۱ کے ضمنی انتخابات کے دوران، کل ۵۹،۰۰۰ عورتوں کو ووٹ دینے سے روک دیا گیا۔ اس واقعے میں، یہ بتایا گیا تھا کہ انتخابی اہل کاروں نے بھی زنانہ پولنگ بوتھ بنانے میں غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پابندی میں مدد دی۔

مرد ووٹروں کی نسبت زنانہ ووٹروں کی گرتی ہوئی شرح کا بھی انکشاف ہوا ہے، جہاں ۲۰۰۸ کی نسبت ہر انتخابات میں زنانہ ووٹروں کی شرح ۱۲ فی صد کم ہوتی جا رہی ہے، اور ۲۰۱۲ کی ڈرافٹ انتخابی فہرست میں زنانہ ووٹروں کی تعداد پانچ فی صد کم ہوگئی ہے۔[62] میڈیا کی یہ ذمہ داری ہے کہ نہ صرف انتخابی عمل کے دوران ایسے مشکوک حالات کو نمایاں کرے جن کا عورتوں کو سامنا ہے بلکہ ان کی اس عمل میں شرکت کو بھی فروغ دے۔ میڈیا عورتوں کے ووٹنگ کے حقوق کی اہمیت کے سلسلے میں لوگوں میں احساس بیدار کرنے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں، میڈیا عوام کو ان مسائل کے بارے میں ہر پارٹی کی جانب سے کئے گئے اقدامات، یا اپنے اپنے منشور میں اس مسئلے کو دی گئی اہمیت کے متعلق معلومات فراہم کرتے ہوئے، صنف کی بنیاد پر تشدد اور صنفی مساوات کے مسائل کو نمایاں کر سکتا ہے۔

۹. ووٹروں کی مدد کرنا

انتخابات کے دوران میڈیا کا مخصوص کردار معلوم ترجیحات کا فیصلہ کرنے میں ووٹروں کو آگہی فراہم کرنا اور ان کی مدد کرنا ہے۔ اس میں نہ صرف لوگوں میں سیاسی پارٹیوں، ان کے منشوروں اور ان کے وعدوں سے متعلق احساس اجاگر کرنا، بلکہ انہیں انتخابات کے پورے طریقہ کار کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔

---

59. کوٹہ پراجیکٹ۔ 2009۔ پاکستان۔ حاصل کیا گیا: جولائی 13، 2012۔ http://www.quotaproject.org/uid/countryview.cfm?CountryCode=PK سے حاصل کیا گیا۔

60. رحمان، زیڈ۔ 2011۔ معاف کیجئے گا، آپ ابھی بھی ووٹ نہیں دے سکتیں۔ دسمبر 04، 2011۔ http://jang.com.pk/thenews/dec2011-weekly/nos-04-12-2011/dia.htm#2 سے حاصل کیا گیا۔

61. دی ایکسپریس ٹریبیون۔ 2012۔ ضمنی انتخابات: عورتوں کو ووٹ ڈالنے سے روکنے کے معاملے میں انکوائری طلب کر لی گئی۔ فروری 28، 2012۔ http://tribune.com.pk/story/342670/by-polls-inquiry-into-barring-of-women-from-casting-vote-sought/ سے حاصل کیا گیا۔

62. ڈیلی ٹائمز۔ 2012۔ ڈرافٹ انتخابی فہرستوں سے لاکھوں عورتیں غائب۔ مارچ 09، 2012۔ http://www.dailytimes.com.pk/default.asp?page=2012per_cent5C03per cent5C09per cent5Cstory_9-3-2012_pg7_15 سے حاصل کیا گیا۔

پروگراموں اور اشاعتوں میں درج ذیل کے بارے میں معلوماتی مواد شامل ہونا چاہیئے :63

- ووٹنگ کے عمل کی اہمیت اور اس سے مخصوص باتیں
- سیاسی پلیٹ فارمز اور امیدواران
- منتخب نمائندوں کے فرائض اور ذمہ داریاں
- ووٹر کا اندراج، ضابطہ اخلاق وغیرہ
- انتخابی مہم اور عوامی مسائل

شہریوں کو تمام متعلقین کے نقطہ نظر کے ساتھ پیش کرنا ہوگا، جب کہ میڈیا کو کسی مخصوص پارٹی یا امیدوار کے حق میں متعصب حکمت عملی سے پرہیز کرنا چاہیئے، کیوں کی ایسا کوئی عمل ووٹر کی ترجیح کو متاثر کرسکتا ہے۔ رپورٹرز، صحافی اور میڈیا کے اداروں کو چاہیئے کہ وہ انتخابات اور شہریوں سے متعلق سیاسی سرگرمی کی ایک متوازن، منصفانہ اور بامقصد کوریج فراہم کرنے کے لئے پہلے ذکر کردہ رپورٹنگ کے اصولوں اور معیار کو اپنائیں۔

۱۰. قواعد وضوابط پر عمل درآمد کرنا

خود میڈیا کو الیکشن کمیشن اور میڈیا کی ریگولیٹری اتھارٹی کے طے کردہ قواعد وضوابط پر عمل درآمد کرنا ہوگا۔ ان رہنما اصولوں میں درج ذیل شامل ہوسکتے ہیں:

- انتخابی عمل کے بارے میں معلومات دینا
- انتخابی طریقہ کار کو نگرانی کیسے کرنی ہے
- نتائج کب اور کیسے رپورٹ کرنے ہیں
- نفرت انگریز تقریر وغیرہ کی روک تھام

یہ رہنما اصول کسی رکاوٹ کے بغیر انتخابی عمل کے ہموار بہاؤ کو یقینی بنانے، جب کہ الیکشن سے پہلے، دوران اور بعد کے عرصے کی میڈیا کوریج کو کھپانے کے لئے بھی بنائے گئے ہیں۔ یہ بات اہم ہے کہ میڈیا کو ان قواعد پر عمل درآمد کرنا چاہیئے، لیکن تقریر، اظہار رائے اور معلومات کے حصول کی آزادی پر کسی پابندی پر اپنی تشویش کا اظہار بھی کرنا چاہیئے۔

اوپر پیش کئے گئے نمونے انتخابی کوریج سے پہلے، دوران اور بعد میں میڈیا کے مثبت کردار کی غمازی کرتے ہیں، جو اس حقیقت سے بھی عیاں ہے کہ میڈیا اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہے۔ تاہم، انفرادی رپورٹرز اور نمونے موجود ہیں جو ذمہ دارانہ رپورٹنگ کے اصولوں کی نفی کرتے ہیں اور میڈیا کے لئے برا نام کماتے ہیں۔

اس ہینڈ بک کو تیار کرنے کا مقصد ان صحافیوں اور رپورٹرز کو انتخابات سے پہلے، دوران، اور بعد میں ذمہ دارانہ رپورٹنگ کے ضروری اصول سیکھنے کی اجازت دینا ہے جو ۲۰۱۲ کی انتخابی کوریج کی جانب دیکھ رہے ہیں۔ یہ اصول بین الاقوامی سطح پر تسلیم کردہ اصول ہیں، اور دنیا بھر میں صحافی ان پر عمل درآمد کرتے ہیں۔

---

63. مشترکہ زمین کی تلاش (SFCG)& افریقہ میں امن کے قیام کے لئے ریڈیو۔ انتخابات کی ذمہ دارانہ میڈیا کوریج۔ حاصل کیا گیا: جولائی 15، 2012۔ http://www.radiopeaceafrica.org/assets/texts/pdf/2011-Responsible_Media_Elections_BW_EN.pdf سے حاصل کیا گیا۔

آئندہ انتخابات میں سوشل میڈیا اور نوجوانوں کا کردار

معلومات اور مواصلات کی ٹیکنالوجی پہلے ہی انتخابات کی کوریج اور رپورٹنگ کو تبدیل کر چکی ہے۔[1] اسے بھی عام طور پر ''سوشل میڈیا'' کا نام دیا گیا ہے، جہاں بہت سے روائتی مفروضوں اور قواعد کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر، ورلڈ وائیڈ ویب پر جگہ کی کوئی حد نہیں ہے اور سوشل میڈیا کا قاعدہ کافی حد تک مشکل ہے۔[1] سوشل میڈیا کی تیزی مشرق وسطیٰ میں جمہوریت کی جانب پیش قدمی کرنے والے حالیہ انقلابات سے عیاں ہے۔ دبئی اسکول آف گورنمنٹ کی ۲۰۱۱ کی عرب سوشل میڈیا رپورٹ کے مطابق، سروے کئے جانے والے دس (۱۰) میں سے نو (۹) مصری اور تیونسی باشندوں نے اپنے مظاہرے ترتیب دینے کے لئے فیس بک کو استعمال کیا۔[1] سوشل میڈیا کے اثر ورسوخ کی گھر سے قریب اور زیادہ حالیہ مثال ایک متنازعہ میزبان کے ساتھ ایک مذہبی پروگرام میں ہونے والے شور شرابے سے لی جا سکتی ہے۔ سوشل میڈیا پر ہونے والے احتجاج کی وجہ سے اس اداکارہ کو شو سے ہٹا دیا گیا۔ سوشل میڈیا کے اثر ورسوخ کا اندازہ انٹرنیٹ پر آنے والی ایک ویڈیو سے بھی لگایا جا سکتا ہے جو معروف صحافیوں اور ایک بڑی کاروباری شخصیت کے درمیان ہونے والی آف-ایئر گفتگو پر مشتمل تھی جس نے میڈیا کے احتساب پر ایک بحث چھیڑ دی۔[1]

آئندہ انتخابات کے دنوں میں پاکستان میں سوشل میڈیا کے کردار سے غفلت نہیں برتی جا سکتی۔ پاکستان میں ایک تجزیاتی اور شائقین کی پروفائیلنگ فرم کی جانب سے کی گئی ایک ریسرچ اسٹیڈی کے مطابق پاکستانیوں کے مابین سب سے زیادہ استعمال ہونے والی سوشل نیٹ ورکنگ سائیٹ فیس بک اور اس کے بعد یوٹیوب اور ٹویٹر ہے۔ چونکہ ہر فرد کے پاس اپنی آواز اور خیالات کے اظہار کے لئے ایک پلیٹ فارم ہے جو ایک ہی وقت میں لاکھوں افراد کی جانب سے پڑھا جا سکتا ہے اور یہ ایک ایسا ٹول ہے جس کی انتخابات کے دنوں میں کچھ الگ ہی نوعیت ہوگی۔

سوشل میڈیا کی سائٹس زیادہ تر نوجوان لوگ استعمال کرتے ہیں چنانچہ سوشل میڈیا اور نوجوان لوگوں کے درمیان تعلق آئندہ آنے والے دنوں میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ حزب اختلاف کی بڑی سیاسی جماعتوں میں سے ایک نے پہلے ہی سے اپنی انتخابی مہم میں سوشل میڈیا کے استعمال کو سموتے ہوئے نوجوان شہریوں کو ہدف بنانا شروع کر دیا ہے۔ پاکستان تحریک انصاف سوشل میڈیا کا بے تحاشہ استعمال کر رہی ہے اور سوشل میڈیا پر اس کی ایک مضبوط حاضری موجود ہے۔ فیس بک پر دکھائے جانے والے پی ٹی آئی کے بینرز اور دیگر بہت سے ویب سائیٹ صفحات پہلے سے مصروف نوجوان طبقے کو بہت سے سیاسی مسائل پڑھنے اور اپنے خیالات پیش کرنے میں مصروف کئے ہوئے ہیں۔ پرانے زمانے سے تعلق رکھنے والے بہت سے سیاست دانوں نے اب اپنی سرگرمیوں اور اس کے ساتھ ساتھ کسی بھی اہم واقعے پر اپنے خیالات پیش کرنے کے لئے 'ٹویٹ' کے استعمال کو لازمی قرار دینا شروع کر دیا ہے۔

انتخابات کے لئے صارفین کا ضابطہ اخلاق

گزشتہ سیکشنز پر مبنی تبادلہ خیال اور صحافیوں کے ساتھ ہماری بہت سی دوڑ دھوپ کے ذریعے، ہم نے انتخابات کے لئے FIRM ضابطہ اخلاق تشکیل دیا ہے۔ یہ ضابطہ اخلاق انتخابات سے پہلے، بعد اور دوران موثر رپورٹنگ میں میڈیا کی رہنمائی کا مقصد لئے ہوئے ہے۔ یہ ضابطہ اخلاق زیادہ تر صحافت کے بین الاقوامی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہے۔ اس کے 'کیا کرنا ہے' اور 'کیا نہیں کرنا ہے' خاص طور پر انتخابات کو سامنے رکھتے ہوئے تشکیل دیئے گئے ہیں اور یہ ضابطہ آئندہ عام انتخابات کے بارے میں رپورٹنگ کرتے ہوئے کسی بھی رپورٹر کے لئے ایک بڑی سطح پر تجویز کردہ پیرامیٹرز فراہم کرتا ہے۔

کیا کرنا ہے

- میڈیا غیر جانب دار اور غیر متعصب رہے گا۔
- یہ تمام متعلقین اور سیاسی پارٹیوں کو منصفانہ رسائی فراہم کرے گا۔
- تمام معلومات مواد کی صداقت کی تصدیق کے بعد شائع یا نشر کی جائیں گی۔
- جہاں یہ معلوم ہو جائے کہ معلومات غلط ہیں، تو ان کی فوری تصحیح کی جائے گی۔
- ووٹرز کو درپیش مسائل کے ہر پہلو کو نمایاں کیا جائے گا، جب کہ سیاسی حلقوں کے نقطہ نظر کا بھی احاطہ کیا جائے گا۔
- تحقیقی صحافت کو عوامی مفاد میں معلومات کے حصول کے لئے استعمال کیا جائے گا۔
- پورے انتخابی عرصے کے دوران نفرت انگیز تقریر کی نگرانی اور حوصلہ شکنی کی جائے گی۔
- میڈیا کسی بھی سیاسی پارٹی کی جانب سے انتخابی ضابطہ اخلاق کی کسی بھی خلاف ورزی کو نمایاں کرے گا۔
- ریاستی میڈیا تمام نقاط نظر کو کھپائے گا اور سرکاری نقطہ نظر تک محدود رہنے کے دباؤ کی مزاحمت کرے گا۔
- خواتین اور دیگر معاشرے کے دیگر ناتواں گروپوں کو درپیش مسائل کو نمایاں کیا جائے گا۔
- میڈیا انتخابی سیاست، انتخابی طریقہ کار اور خصوصاً نوجوانوں کو ہدف بنانے والے انتخابی عمل میں شمولیت کے بارے میں ووٹرز کو آگہی فراہم کرے گا۔

کیا نہیں کرنا

- میڈیا کسی حمایتی سیاست میں ملوث نہیں ہوگا اور کسی بھی مخصوص سیاسی حلقے سے ہمدردی نہیں جتائے گا یا ان سے تعصب برتے گا۔
- کوئی بھی معلومات ایک سے زائد ذرائع سے تصدیق کئے بغیر پیش نہیں کی جائیں گی۔
- میڈیا ممنوعہ گروپوں کو کوریج فراہم نہیں کرے گا۔

- مفاد پرست عناصر کی وجہ سے یا اندرونی اور بیرونی دباؤ کی بنا پر کوئی معلومات نہیں روکی جائیں گی۔
- میڈیا کسی بھی خبر کو سنسنی خیز نہیں بنائے گا اور صرف درست معلومات پیش کرے گا۔
- کسی بھی انفرادی شخص کی خلوت کی خلاف ورزی نہیں کی جائے گا۔
- خبر کے حصول کے لئے بلاوجہ کوئی خطرات مول نہیں لئے جائیں گے۔
- میڈیا ایسی کوریج سے باز رہے گا جو عورتوں اور معاشرے کے دیگر ناتواں گروہوں سے متعصب ہو۔
- معلومات کو چھاپنے، نشر کرنے یا دبانے کے لئے کوئی رشوت یا فوائد حاصل نہیں کئے جائیں گے۔

ضمیمہ اے: حلقہ انتخابات اور انتخابی قوانین

حلقہ انتخابات

الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) کے مطابق حلقوں کی تشکیل میں ہم رنگی کو یقینی بنانے کے لئے تمام حلقوں کو جغرافیائی لحاظ سے ٹھوس علاقوں میں آبادی کی تقسیم، انتظامی یونٹس کی موجودہ حدود، مواصلاتی سہولتوں، عوامی سہولت اور دیگر خونی رشتوں کے لحاظ سے تقسیم کا خیال رکھتے ہوئے تمام حلقوں کی حد بندی کرنے کی ضرورت ہے۔ عام سیٹوں کے لئے تمام حلقے، جہاں تک ممکن ہو، آبادی میں برابر ہیں۔[64]

پاکستان میں انتخابی حلقوں کو دو کیٹگریز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک قومی اسمبلی کے حلقے اور دوسرے صوبائی اسمبلی کے حلقے ہیں۔ قومی اسمبلی کے حلقوں کی نشان دہی "NA" کے نشان سے اور صوبائی حلقوں کی نشان دہی'' پنجاب کے لئے PP، سندھ کے لئے PS، خیبر پختون خواہ کے لئے PF، اور بلوچستان کے لئے PB'' کے نشانات سے ہوتی ہے۔

قومی اسمبلی کے لئے کل ۲۷۲ حلقے ہیں۔ ان حلقوں کی حد بندیاں کچھ اس طرح ہیں:

خیبر پختون خواہ	اسلام آباد & فاٹا	پنجاب	سندھ	بلوچستان
این اے ا این اے ۳۵	این اے ۳۶ این اے ۴۹	این اے ۵۰ این اے ۱۹۷	این اے ۱۹۸ این اے ۲۵۸	این اے ۲۵۹ این اے ۲۷۲

کل ۵۷۷ انتخابی حلقے ہیں۔ سب سے زیادہ حلقے پنجاب میں ہیں جن کی تعداد ۲۹۷ ہے، پھر سندھ میں ۱۳۰، اور پھر خیبر پختون خواہ میں ۹۹ اور پھر سب سے کم صوبائی حلقے بلوچستان میں ہیں جن کی تعداد ۵۱ ہے۔

انتخابی قوانین

الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) کے مطابق درج ذیل قوانین کا تعلق ملک میں انتخابی عمل سے ہے[65]۔ وہ یہ ہیں:

- ری پریزنٹیشن آف دی پیپل ایکٹ، ۱۹۷۶ اور ری پریزنٹیشن آف دی پیپل (کنڈکٹ آف الیکشن) رولز، ۱۹۷۷: قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے انعقاد کے لئے بڑے قوانین ہیں۔
- سینیٹ (الیکشن) ایکٹ، ۱۹۷۵، دی سینیٹ (ممبرز فرام فیڈرل کیپیٹل) آرڈر، ۱۹۸۵ اور ۱۹۸۸ اور سینیٹ (الیکشن) رولز، ۱۹۷۵: سینیٹ (اپر ہاؤس) کے انتخاب سے متعلق ہیں۔
- الیکٹورل رولز ایکٹ، ۱۹۷۴ اور الیکٹورل رولز رولس، ۱۹۷۴ ووٹرز کی فہرستوں کی تیاری، سالانہ نظر ثانی، ترمیم اور دیکھ بھال سے متعلق ہیں۔
- قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے حلقوں کی حد بندی ڈی لمیٹیشن آف کنسٹیٹیوینسیز ایکٹ، ۱۹۷۴ کی روشنی میں کی جاتی ہے۔

---

64. الیکشن کمیشن آف پاکستان۔

65. الیکشن کمیشن آف پاکستان۔ http://www.ecp.gov.pk/ سے حاصل کیا گیا۔ 17 جولائی، 2012 کو حاصل کیا گیا۔

- صدر کے عہدے کے انتخاب کا طریقہ کار پریذیڈنشیل الیکشن رولز، ۱۹۸۸ کے ساتھ پڑھتے ہوئے آئین کے دوسرے شیڈول میں شامل ہے۔
- قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی عام سیٹوں پر انتخابات first-past-the-post نظام کی بنیاد پر کرائے جاتے ہیں۔ تاہم، خواتین اور ٹیکنوکریٹس کے لئے مختص سیٹوں پر انتخابات پارٹی فہرست کے نظام کے تحت ہوں گے۔
- سینیٹ آف پاکستان کا انتخاب واحد قابل منتقل ووٹ کے ذریعے متناسب نمائندگی کی بنیاد پر کرایا جاتا ہے۔

ضمیمہ بی: رجسٹرڈ اور معروف سیاسی پارٹیاں

الیکشن کمیشن آف پاکستان کے ساتھ کل ۱۹۳ سیاسی پارٹیاں رجسٹرڈ ہیں۔ ۲۲ مارچ ۲۰۱۲ء 66 تک تسلیم شدہ سیاسی پارٹیاں یہ ہیں:

۱۔ عوامی نیشنل پارٹی
۲۔ عوامی قیادت پارٹی
۳۔ عظمت اسلام موومنٹ
۴۔ بلوچستان نیشنل کانگریس
۵۔ بلوچستان نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی
۶۔ بلوچستان نیشنل پارٹی
۷۔ ہزارہ قومی محاذ
۸۔ اسلامی سیاسی تحریک
۹۔ جمیعت مشائخ پاکستان
۱۰۔ استقلال پارٹی
۱۱۔ اتحاد ملی ہزارہ
۱۲۔ جماعت اہل حدیث پاکستان (ر)
۱۳۔ جمہوری وطن پارٹی
۱۴۔ مرکزی جمیعت علمائے پاکستان (ف ک)
۱۵۔ جمیعت علمائے پاکستان (نیازی)
۱۶۔ جمیعت علمائے پاکستان (نفاذ شریعت)
۱۷۔ جاموٹ قومی موومنٹ
۱۸۔ کاکڑ جمہوری پارٹی پاکستان
۱۹۔ لیبر پارٹی پاکستان
۲۰۔ مرکزی جماعت اہل حدیث (زبیر)
۲۱۔ مرکزی جماعت اہل حدیث (لکھوی گروپ)
۲۲۔ مہاجر قومی موومنٹ پاکستان
۲۳۔ مہاجر اتحاد تحریک
۲۴۔ مہاجر کشمیر موومنٹ
۲۵۔ محبِّ وطن نوجوان انقلابیوں کی انجمن (MNAKA)
۲۶۔ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان
۲۷۔ نیشنل پیپلز پارٹی ورکرز گروپ
۲۸۔ نیشنل ورکرز پارٹی
۲۹۔ ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی
۳۰۔ نظام مصطفےٰ پارٹی
۳۱۔ پاک وطن پارٹی
۳۲ پاک مسلم الائنس
۳۳۔ پختون خواہ قومی پارٹی
۳۴۔ پاکستان عوامی پارٹی
۳۵۔ پاکستان عوامی قوت پارٹی
۳۶۔ پاکستان عوامی تحریک
۳۷۔ پاکستان عوامی تحریک انقلاب
۳۸۔ پاکستان بروہی پارٹی
۳۹۔ پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی
۴۰۔ پاکستان فریڈم پارٹی

۴۱. پاکستان غریب پارٹی
۴۲. پاکستان ہم وطن پارٹی
۴۳. پاکستان اتحاد تحریک
۴۴. پاکستان جمہوری امن پارٹی
۴۵. پاکستان مقصد حمایت تحریک
۴۶. پاکستان مزدور کسان پارٹی
۴۷. پاکستان مسلم لیگ (ن)
۴۸. پاکستان مسلم لیگ (قاسم)
۴۹. پاکستان مسلم لیگ (قیوم گروپ)
۵۰. پشتون خواہ ملی عوامی پارٹی
۵۱. پاکستان پیپلز پارٹی (شہید بھٹو)
۵۲. پاکستان پیپلز پارٹی (شیر پاؤ)
۵۳. پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز
۵۴. پاکستان پروگریسو پارٹی
۵۵. پاکستان پروگریسو پارٹی (ثریا فرمان گروپ)
۵۶. پاکستان سرائیکی پارٹی
۵۷. پاکستان شیعہ پولیٹیکل پارٹی
۵۸. پاکستان سوشل ڈیموکریٹک پارٹی
۵۹. پاکستان تحریک انصاف
۶۰. پاکستان ورکرز پارٹی
۶۱. پنجاب نیشنل فرنٹ
۶۲. پنجاب نیشنل پارٹی
۶۳. قومی انقلابی پارٹی
۶۴. قومی تحفظ پارٹی
۶۵. سرائیکی صوبہ موومنٹ پاکستان
۶۶. شان پاکستان پارٹی
۶۷. سندھ اربن-رورل الائنس
۶۸. سنی تحریک
۶۹. تعمیر پاکستان پارٹی
۷۰. تحریک حسینیہ پاکستان
۷۱. تحریک جمہوریت پاکستان
۷۲. تحریک وفاق پاکستان
۷۳. غریب عوام پارٹی
۷۴. پاکستان فاطمہ جناح مسلم لیگ
۷۵. نیشنل پارٹی
۷۶. بلوچستان نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی
۷۷. بلوچستان نیشنل موومنٹ
۷۸. افغان نیشنل پارٹی
۷۹. پشتون قومی تحریک
۸۰. تحریک استقلال پاکستان (محمد اکرام ناگرا)
۸۱. تحریک استقلال پاکستان (محمد اکرام ناگرا)
۸۲. قومی جمہوری پارٹی
۸۳. پاکستان امن پارٹی
۸۴. پاکستان پیپلز موومنٹ
۸۵. جنرل پرویز مشرف حمایت تحریک
۸۶. جمیعت اہل حدیث پاکستان (الہٰی ظہیر)

۸۷. مرکزی جمعیت مشائخ پاکستان
۸۸. پاکستان سٹیزن موومنٹ
۸۹. پاکستان تحریک انقلاب
۹۰. پاکستان قومی لیگ
۹۱. روشن پاکستان پارٹی
۹۲. بیدار پاکستان
۹۳. پاکستان تحریک پیغام
۹۴. پاکستان سوشل جسٹس پارٹی
۹۵. پاکستان قومی پارٹی
۹۶. آزاد پاکستان پارٹی
۹۷. سندھ یونائیٹڈ پارٹی
۹۸. پاکستان بچاؤ پارٹی
۹۹ پاسبان
۱۰۰. کرسچین پروگریسو موومنٹ
۱۰۱. پاکستان محافظ پارٹی
۱۰۲. مسیح عوامی پارٹی
۱۰۳. پاکستان مسلم لیگ (شیر بنگال)
۱۰۴. سلام پاکستان پارٹی
۱۰۵. تحریک تبدیلی نظام پاکستان
۱۰۶. پاکستان گرین پارٹی
۱۰۷. عوامی مسلم لیگ پاکستان
۱۰۸. عوامی پارٹی (پاکستان)
۱۰۹. انسانیت پارٹی (پاکستان)
۱۱۰. مستقبل پاکستان
۱۱۱. پاکستان نیشنل مسلم لیگ
۱۱۲. لوئر مڈل پارٹی
۱۱۳. پاکستان میو اتحاد
۱۱۴. پاکستان قومی تحریک آزادی
۱۱۵. پاکستان اوورسیز لیگ
۱۱۶. جیوے پاکستان پارٹی
۱۱۷. پاکستان ڈویلپمنٹ پارٹی
۱۱۸. کاروان ملت پاکستان
۱۱۹. پاکستان ڈیموکریٹک لیگ (پی ڈی ایل)
۱۲۰. پاکستان مدرلینڈ پارٹی
۱۲۱. ہزارہ عوامی اتحاد
۱۲۲. جمیعت علمائے اسلام (نظریاتی)، پاکستان
۱۲۳. پاکستان اتحاد یقین تنظیم پارٹی
۱۲۴. جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی پاکستان
۱۲۵. پاکستان ینگ بلڈ کرسچین لیگ
۱۲۶. پاکستان مسلم لیگ ''ایچ'' حقیقی
۱۲۷. پاکستان دھرتی ماں پارٹی
۱۲۸. عوامی جسٹس پارٹی
۱۲۹. پاکستان پیٹریاٹک موومنٹ
۱۳۰. سندھ ترقی پسند پارٹی (STP)
۱۳۱. اللہ اکبر تحریک
۱۳۲. پیپلز ڈیموکریٹک لیگ

۱۳۳. عوامی جمہوری اتحاد

۱۳۴. عوامی تحریک بحالی صوبہ بہاولپور پاکستان

۱۳۵. پاکستان بیسک رائٹس موومنٹ

۱۳۶. تحریک صوبہ ہزارہ

۱۳۷. آل پاکستان مسلم لیگ

۱۳۸. اسلامک ری پبلکن پارٹی

۱۳۹. پاکستان راہ حق پارٹی

۱۴۰. روشن پاکستان لیگ

۱۴۱. پاکستان پیپلز الائنس

۱۴۲. آل کلام اللہ فرمان رسول (ﷺ)

۱۴۳. تحریک استقلال (رحمت خان وردگ)

۱۴۴. جنت پاکستان پارٹی

۱۴۵. تحریک مساوات

۱۴۶. تحریک استحکام پاکستان

۱۴۷. متحدہ مجلس عمل پاکستان

۱۴۸. پاکستان مہاجر لیگ

۱۴۹. اسلامی تحریک پاکستان

۱۵۰. بہاولپور نیشنل عوامی پارٹی

۱۵۱. جمیعت علمائے اسلام (س)

۱۵۲. متحدہ مسلم لیگ

۱۵۳. جمیعت علمائے اسلام (ف)

۱۵۴. اتحاد عالم اسلام

۱۵۵. جمیعت علمائے پاکستان (ن)

۱۵۶. مسلم موومنٹ پاکستان

۱۵۷. جماعت اسلامی پاکستان

۱۵۸. عوامی تحریک

۱۵۹. مرکزی جمیعت الحدیث (ساجد میر)

۱۶۰. سندھ دوست اتحاد

۱۶۱. نیشنل الائنس

۱۶۲. پاکستان لبریشن لیگ

۱۶۳. سندھ نیشنل فرنٹ

۱۶۴. عوامی اتحاد پارٹی

۱۶۵. نیشنل عوامی پارٹی

۱۶۶. پاکستان مسلم لیگ (متحدہ)

۱۶۷. بلوچستان نیشنل پارٹی

۱۶۸. پیپلز مسلم لیگ پاکستان

۱۶۹. ملت پارٹی

۱۷۰. متحدہ قبائل پارٹی

۱۷۱. نیشنل پیپلز پارٹی

۱۷۲. پاکستان کنزرویٹو پارٹی

۱۷۳. عوامی حمایت تحریک پاکستان

۱۷۴. آل پاکستان مائنارٹیز الائنس

۱۷۵. صوابی قومی محاذ

۱۷۶. پاکستان مسلم لیگ کونسل

۱۷۷. پروگریسو ڈیموکریٹک پارٹی

۱۷۸. صدائے پاکستان پارٹی

۱۷۹. پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز (پیٹریاٹس)

۱۸۰. تحریک اتحاد آدم

۱۸۱. پاکستان مسلم لیگ

۱۸۲. آل پاکستان یوتھ ورکنگ پارٹی

۱۸۳. پاکستان مسلم لیگ (ق)

۱۸۴. خودمختار پاکستان پارٹی

۱۸۵. پاکستان مسلم لیگ (ج)

۱۸۶. پاکستان یونائیٹڈ انقلاب پارٹی

۱۸۷. پاکستان مسلم لیگ (جناح)

۱۸۸. پاکستان مسلم لیگ ڈیموکریٹک

۱۸۹. پاکستان مسلم لیگ (ف)

۱۹۰. پاکستان مسلم لیگ (صفدر)

۱۹۱. پاکستان مسلم لیگ (ض)

۱۹۲. وطن نیشنل لیگ پاکستان

۱۹۳. سندھ ڈیموکریٹک الائنس

ضمیمہ سی: اپنے آپ کو خود مختار بنانا: معلومات کا حق (RTI)

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کے ٹیکس کی رقم حکومت کی جانب سے کیسے استعمال کی جارہی ہے؟
- کیا آپ کے علاقے میں سرکاری شعبے کے ترقیاتی پراجیکٹس کے بارے میں آپ کے پاس کوئی سوالات ہیں؟
- کیا آپ کی یونیورسٹی میں ریسرچ اور ترقیاتی کاموں کے لئے فنڈز مختص کرنے کے سلسلے میں آپ کے پاس کوئی سوالات ہیں؟
- یا کیا آپ ملک میں توانائی کے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل جاننا چاہتے ہیں؟

عوامی خدمات کے محکمے اور حکومت بہت اہم معلومات رکھتے ہیں جو ان سوالوں بہت سے ایسے دیگر سوالوں کا جواب دے سکتے ہیں جو اکثر آپ کے ذہن میں آتے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیسے؟

معلومات کا حق یا آئین کا آرٹیکل A-۱۹ ریاست کے شہریوں کو حق فراہم کرتا ہے کہ وہ حکومت اور سرکاری محکموں سے ان معلومات کا مطالبہ کریں جو ان سوالات کا جواب دینے کے لئے ضروری ہیں۔ یہ حق دیگر حقوق پر عمل کرنے کی بھی کنجی رکھتا ہو جو اس ملک کے آئین کے تحت آپ کو عطا کئے گئے ہیں۔ پاکستان جنوبی ایشیاء کا وہ پہلا ملک ہے جس نے ''معلومات تک رسائی'' کو ۲۰۰۲ میں ایک آرڈیننس کی صورت میں متعارف کروایا تھا۔ پارلیمنٹ کے معروف ارکان اور سول سوسائٹی کے کارکنوں کے برسوں کے پرچار کے بعد، اس حق کو ۲۰۱۰ میں اٹھارویں ترمیم کے بعد، آرٹیکل A-۱۹ کی صورت میں آئین کا ایک لازمی جزبنا دیا گیا تھا۔

ان معلومات کے علاوہ جنہیں آفیشل سیکرٹس ایکٹ کے تحت کر دیا گیا ہے، سرکاری محکموں اور سرکاری اداروں کے پاس موجود تمام دیگر معلومات تک ریاست کا کوئی بھی شہری رسائی حاصل کرسکتا ہے۔ لیکن سوال پھر یہی ہے کہ کیسے؟

درج ذیل فلو چارٹ سرکاری وزارتوں اور سرکاری محکموں کے پاس موجود معلومات تک رسائی کے عمل کو واضح کرے گا:

متعلقہ وزارت، سرکاری محکمے سے خود یا ویب سائیٹ سے درخواست فارم کا حصول۔

↓

فام بھرنا: مکمل پتہ، نام اور رابطے کی معلومات لکھنا یاد رکھیں۔ درخواست کو متعلقہ اہل کار کے نام تحریر کریں اور لفافے پر نمایاں طور پر یہ لکھیں ''معلومات تک رسائی کے لئے درخواست''۔

↓

درخواست اور تمام ضروری خط و کتابت کی فوٹو کاپیاں رکھنا یاد رکھیں۔ ۱۰یا ان سے کم صفحات کے لئے درخواست کی فیس ۵۰ روپے ہے، جب کہ اضافی صفحات کے لئے ۵ روپے فالتو لئے جاتے ہیں۔ یہ فیس متعلقہ محکمے کی کیش برانچ، اسٹیٹ بینک آف پاکستان یا نیشنل بینک آف پاکستان میں جمع کروائی جاسکتی ہے۔

↓

درخواست اور تمام ضروری خط و کتابت کی فوٹو کاپیاں رکھنا یاد رکھیں۔ ۱۰یا ان سے کم صفحات کے لئے درخواست کی فیس ۵۰ روپے ہے، جب کہ اضافی صفحات کے لئے ۵ روپے فالتو لئے جاتے ہیں۔

↓

نامزد افسر کو ۲۱ دن کے اندر اندر یہ معلومات فراہم کرنا ہوں گی

↓

اگر اہل کار طے شدہ وقت کے عرصے ۲۱ دنوں کے اندر اندر جواب نہیں دیتا ہے تو پھر اس سرکاری ادارے کے سربراہ کے پاس ایک شکایت جمع کروا سکتے ہیں۔

یا

درخواست گزار وفاقی یا صوبائی محتسب کے پاس بھی شکایت جمع کروا سکتا ہے۔ طے شدہ ۲۱ دن گزرنے کے ایک ماہ کے اندر اندر شکایت جمع کروانا لازمی ہے۔

محتسب اس شکایت کا جائزہ لے گا اور یا تو سرکاری ادارے کو وہ معلومات فراہم کرنے کی ہدایت کرے گا یا شکایت کو مسترد کردے گا۔

APPLICATION FORM
FOR OBTAINING RECORD UNDER
FREEDOM OF INFORMATION ORDINANCE, 2002 (XCVI OF 2002)

Name of Applicant:	
CNIC No.: (Attach a photocopy)	
Father's Name:	
Address:	
Phone No.:	
Name of Public Body from which information is to be obtained:	
Subject matter of record requested:	
Nature of record requested:	
Purpose of acquisition of the information or record:	

DECLARATION

(a) Application Fee of Rs. 50/- (non-refundable) has been deposited with the cash branch of the department or in State Bank of Pakistan or National Bank of Pakistan or Treasury ——————vide challan or receipt No.———
—— dated—————, an original copy of which is attached.

(b) The information obtained would not be used for any purpose other than specified above.

Signature of Applicant

ادارے سے آگاہی

انڈ ویجوئل لینڈ پاکستان ایک متحرک ، غیر جماعتی اور غیر منافع بخش رجسٹرڈ سول سوسائٹی ادارہ ہے۔اس کا بورڈکل پانچ ارکان پر مشتمل ہے،جبکہ روزمرہ کے معاملات اس ادارے کے ڈائریکٹر کی ذمہ داری ہے۔ قیام سے لے کر آج تک اس ادارے نے حکومتی انتظامات ،قانون کی بالادستی،میڈیا اور مراسلاتی، ہنر، سول سوسائٹی کے استحکام اور جمہوریت کی ترقی کے لئے کام کیا ہے۔

انڈ ویجوئل لینڈ نے واضح طور پر قانون دانوں اور دیگر سول سوسائٹی اداروں کے ساتھ مختلف حیثیتوں میں کام کیا ہے اور خصوصاً میڈیا سے تعلق رکھنے والے افراد کی تربیت کے حوالے سے اس کا نام پورے پاکستان میں جانا جاتا ہے۔